اِسلامیات

و

قرآن مجید باترجمہ

(لازمی)

برائے

جماعت نہم۔دہم

تیارکردہ: (اسلامک ایجوکیشن سیکٹرشعبہ نصاب وفاقی وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان، اسلام آباد)

برائے

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بُک بورڈ، لاہور

تیار کردہ و منظور کردہ: وفاقی وزارتِ تعلیم، حکومتِ پاکستان، اسلام آباد، بموجب مراسلہ نمبر F.2-3/99-IE-IV، مورخہ 27 جنوری 2000ء۔

زیرِ نگرانی: ڈاکٹر پروین شاہد، جوائنٹ ایجوکیشنل ایڈوائزر، وفاقی وزارتِ تعلیم (کریکولم ونگ) حکومتِ پاکستان، اسلام آباد

مصنفین: ڈاکٹر احسان الحق — ڈاکٹر سعید اللہ قاضی (مرحوم) — ڈاکٹر ظہور احمد اظہر — ڈاکٹر ضیاء الحق یوسف زئی

پروفیسر افتخار احمد بھٹہ — ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی — ڈاکٹر شبیر احمد منصوری — پروفیسر امینہ ناصرہ

عبدالستار غوری — محمد ناظم علی خان ماتلوی — ڈاکٹر محمد طاہر مصطفٰے — قاری سید شریف الہاشمی

نظرِ ثانی: عبدالمجید افغانی — مسز فرحت سلیم — محمد اسحٰق پانیزئی — محمد سرور

عبدالحکیم — عفّت سلطانہ — سید فرزند علی

مدیر و نگرانِ طباعت: شہزاد محمود علی — **خطاطی:** اِکرامُ الحق

نصاب برائے جماعت نہم — **کل نمبر 40**

قرآن مجید: سورۃ الانفال (آیات نمبر 1 تا 75)

احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم (احادیث نمبر 1 تا 10 مع ترجمہ وتشریح)

موضوعاتی مطالعہ (باب نمبر 1 تا 4)

1- قرآن مجید (تعارف، حفاظت اور فضائل)
2- اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی محبت واطاعت
3- علم کی فرضیت وفضیلت
4- زکوٰۃ (فرضیت، اہمیت، مصارف)

نصاب برائے جماعت دہم — **کل نمبر 35**

قرآن مجید: سورۃ الاحزاب (آیات نمبر 1 تا 73) — سورۃ الممتحنۃ (آیات نمبر 1 تا 13)

احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم (احادیث نمبر 11 تا 20 مع ترجمہ وتشریح)

موضوعاتی مطالعہ (باب نمبر 5 تا 9)

5- طہارت اور جسمانی صفائی
6- صبر وشکر اور ہماری انفرادی واجتماعی زندگی
7- عائلی زندگی کی اہمیت
8- ہجرت وجہاد
9- حقوق العباد (انسانی رشتوں اور تعلقات سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی سیرت اور ارشادات)

ناشر: — **مطبع:**

تاریخِ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعدادِ اشاعت	قیمت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

مملکت خُداداد پاکستان کے قیام کا اوّلین مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی سنت واُسوہ حَسنہ کی روشنی میں کی جائے۔ قیام پاکستان اسی بنیادی فکر کا مظہر ہے۔ چنانچہ اِسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 31 کی رُو سے حکومتِ پاکستان پر یہ ذمّہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مُسلمانانِ پاکستان کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے قرآنِ مجید ناظرہ اوراس کے معانی ومطالب کے فہم کے لیے عربی زبان کی تدریس کا خاطر خواہ اہتمام کرے۔ حکومتِ پاکستان نے فروری 1997ء میں احکام جاری کیے کہ سکولوں میں قرآن مجید ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کا اِس طرح بندوبست کیا جائے کہ ہر مسلمان طالب علم دسویں جماعت تک مروّجہ تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ قُرآن مجید باترجمہ بھی مکمل کرے۔ انہی احکام کی وضاحت کرتے ہوئے نومبر 1997ء میں حکومت نے مزید تفصیلی ہدایات جاری کیں کہ ملک بھر کے تمام سرکاری اورنجی شعبوں کے تعلیمی اداروں میں قُرآن مجید ناظرہ وباترجمہ کا عملی نفاذ کیا جائے۔

وزارتِ تعلیم نے نئی تعلیمی پالیسی 2010-1998ء میں اِس پروگرام کی توثیق کی۔ اس سلسلے میں تمام مکاتیبِ فِکر کے جیّد عُلماء، سکالرز اور ماہرینِ تعلیم کے مشورے سے ایک واضح لائحہ عمل مُرتّب کیا اوراس پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لیے ایک تدریجی پروگرام وضع کیا جس کے تحت 1997ء میں جماعت ششم اور 1998ء میں جماعت ہفتم وہشتم میں عربی اورقرآن باترجمہ کو ایک مربوط لازمی مضمون کی صورت میں پڑھانے کا فیصلہ کیا گیا اوراساتذہ کی رہنمائی کے لیے ''رہنمائے اساتذہ'' تیار کر کے نیشنل بُک فاؤنڈیشن کے ذریعے ملک بھر کے سرکاری اداروں کے اساتذہ میں بلامعاوضہ تقسیم کرائی۔

مزید براں حکومتِ پاکستان نے صوبائی محکمہ ہائے تعلیم کے تعاون سے زیرِملازمت اساتذہ کی تربیت کا اہتمام کیا۔ جماعت نہم کے لیے قُرآن مجید باترجمہ اورعَربی کی درسی کتاب کا آزمائشی ایڈیشن اسی تدریجی منصوبے کے تحت 1999 کے تعلیمی سال کے آغاز میں پیش کیا۔

دورانِ سال طلبہ، اساتذہ، والدین اورقومی پریس کے ذریعے موصول ہونے والی تجاویز وشکایات کا جائزہ لینے پر محسوس ہوا کہ جماعت ششم تا ہشتم میں عام طور پر قرآن مجید باترجمہ اورعربی زبان کی تدریس پر توجہ نہیں دی گئی جس کے باعث جماعت نہم میں طلبہ کو یہ مضمون مشکل محسوس ہوا۔ حکومت نے واضح ہدایات جاری کی ہیں کہ حصہ مڈل میں اس مضمون کی تدریس کا مؤثر انتظام کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ کوشش بھی کی گئی ہے کہ نصاب اوردرسی مواد کو ممکن حد تک آسان اوردلچسپ بنایا جائے۔

انہی کاوشوں کے نتیجے میں زیرِنظر کتاب برائے جماعت نہم مرتب کی گئی ہے۔ اُمید ہے کہ طلبہ اوراساتذہ کرام اس میں بھرپوردلچسپی سے دینی اورقومی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔

مئولّفین

اَلْفَهْرَسُ

اَلْجُزْءُ الْاَوَّلُ

مِنْ هَدْیِ الْقُرْاٰنِ الْكَرِيْمِ

اَلْجُزْ ءُ الثَّانِیُ

اَلْجُزْءُ الثَّالِثُ

(موضوعاتی مطالعہ)

اَلدَّرسُ الْاَوَّلُ (الف)

سُوْرَةُ الْاَنْفَال — آیات ۱ تا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠

(اے محمدؐ! مجاہد لوگ) تم سے مال غنیمت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ کیا حکم ہے) کہدو کہ مال غنیمت خدا اور اسکے رسول کا مال ہے۔ تو خُدا سے ڈرو اور آپس میں صُلح رکھو،

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ

اور اگر ایمان رکھتے ہو تو خُدا اور اس کے رسُولؐ کے حکم پر چلو، مومن تو وہ ہیں کہ جب خُدا کا ذِکر کیا جاتا ہے تو اُن کے

قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲ۚۖ الَّذِيْنَ

دل ڈر جاتے ہیں اور جب انھیں اسکی آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں (اور) وہ جو

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ

نماز پڑھتے ہیں اور جو مال ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں، یہی سچّے مومن ہیں، اور اُن کے لیے

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴ۚ كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا

پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش اور عزت کی روزی ہے (ان لوگوں کو اپنے گھروں سے اسی طرح نکلنا چاہیے تھا) جس طرح تمہارے پروردگار نے تم کو تدبیر کیساتھ اپنے گھر سے نکالا

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝۵ۙ يُجَادِلُوْنَكَ فِى الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ

اور (اس وقت) مومنوں کی ایک جماعت ناخوش تھی، وہ لوگ حق بات میں اس کے ظاہر ہوئے پیچھے تم سے جھگڑنے لگے گویا موت کی طرف دھکیلے جاتے ہیں اور اُسے

يَنْظُرُوْنَ ۝۶ؕ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ

دیکھ رہے ہیں اور (اس وقت کو یاد کرو) جب خُدا تم سے وعدہ کرتا تھا کہ (ابوسفیان اور ابوجہل کے) دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارا (مسخر) ہو جائیگا اور تم چاہتے تھے کہ

تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷ۙ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ

جو قافلہ بے (شان وشوکت) یعنی (بے ہتھیار) ہے وہ تمہارے ہاتھ آجائے اور خُدا چاہتا تھا کہ اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے اور کافروں کی جڑ کاٹ (کر پھینک) دے تاکہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو

الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸ۚ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ

جھوٹ کر دے، گو مُشرک ناخوش ہی ہوں۔ جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اُس نے تمہاری دُعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ (تسلی رکھو) ہم ہزار

مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝٩ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ

فرشتوں سے جوایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے تمہاری مدد کرینگے! اور اس مدد کو خُدا نے محض بشارت بنایا تھا کہ تمہارے دل اس سے اطمینان حاصل کریں، اور مدد تو

اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝١٠ۧ

اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ بے شک خدا غالب حکمت والا ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَ التَّرَاكِيْبُ

اَلْاَنْفَالُ : مالِ غنیمت

اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ : اپنے آپس کے تعلقات دُرست کرو۔

وَجِلَتْ : ڈرتے ہیں / ڈرجاتے ہیں۔ كٰرِهُوْنَ : ناگواری محسوس کرنے والے۔

يُسَاقُوْنَ : وہ ہانکے جاتے ہیں۔ اِحْدٰى : ایک (مونث) دَابِرَ : جڑ

تَسْتَغِيْثُوْنَ : تم فریاد کرتے ہو۔ مُرْدِفِيْنَ : لگاتار آنے والے۔

غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ : بغیر کانٹے کے / بغیر اسلحے اور قوّت کے۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اِس سبق میں مومنوں کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : دو گروہوں سے کیا مُراد ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجئے۔

(الف) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ۔

(ب) اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

(ج) اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا۔

اَلدَّرسُ الاَوَّل (ب)

سُوْرَةُ الاَنفَال :

آیات — ۱۱ تا ۱۹

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ

جب اس نے (تمہاری) تسکین کیلیئے اپنی طرف سے تمہیں نیند (کی چادر) اُڑھادی اورتم پر آسمان سے پانی برسایا تا کہ تم کواس سے (نہلاکر) پاک کردے اورشیطانی نجاست

رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ

کوتم سے دُور کردے۔ اوراس لیئے بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اوراس سے تمہارے پاؤں جمائے رکھے۔ جب تمہارا پروردگار فرشتوں کوارشادفرماتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں

فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا

تم مومنوں کوتسلّی دو کہ ثابت قدم رہیں، میں ابھی ابھی کافروں کے دِلوں میں رعب و ہیبت ڈالے دیتا ہوں' تو اُن کے سر مار (کر) اڑا دواوران کا پور پور مار

مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ

(کرتوڑ) دو۔ یہ (سزا) اس لیے دی گئی کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسُول ؐ کی مخالفت کی' اور جو شخص خُدا اور اس کے رسول ؐ کی مخالفت کرتا ہے،

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

توخُدا ابھی سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ (مزہ تو یہاں) چکھّو، اور یہ (جانے رہو) کہ کافروں کے لیے (آخرت میں) دوزخ کا عذاب (بھی تیار ہے)۔ اے اہل ایمان!

اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ

جب میدان جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ ہوتو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا۔ اور جو شخص جنگ کے روز اس صُورت کے سوا کہ لڑائی کے لیے کنارے کنارے چلے

اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ

(یعنی حکمتِ عملی سے دشمن کو مارے) یا اپنی فوج میں جاملنا چاہے' ان سے پیٹھ پھیرے گا (تو سمجھو کہ) وہ خُدا کے غضب میں گرفتار ہو گیا اور اسکاٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔ تم

تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ

لوگوں نے ان (کُفّار) کوقتل نہیں کیابلکہ خُدا نے انہیں قتل کیا اور (اے محمد ؐ) جسوقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔ اس سے یہ غرض تھی کہ مومنوں کو

مِنْهُ بَلَاۗءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ

اپنے (احسانوں) سے اچھی طرح آزمالے۔ بیشک خُدا سنتا جانتا ہے۔ (بات) یہ (ہے) کہ کچھ شک نہیں کہ خُدا کافروں کی تدبیر کو کمزور کردینے والا ہے۔ (کافرو) اگر

تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ

تم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) فتح چاہتے ہو تو تمہارے پاس فتح آ چکی (دیکھو) اگر تم (اپنے افعال سے) باز آ جاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر پھر (نافرمانی) کرو گے تو

تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾

ہم بھی پھر (تمہیں عذاب) کریں گے اور تمہاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو تمہارے کچھ کام نہ آئیگی، اور خدا تو مومنوں کے ساتھ ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

يُغَشِّيْ : وہ ڈھانپ دیتا ہے / طاری کر دیتا ہے۔ اَلنُّعَاسَ : اُونگھ، غنودگی

رِجْزَ الشَّيْطٰنِ : شیطان کی نجاست۔ اَلْاَعْنَاقِ : گردنیں۔ بَنَانٍ : پور پور، جوڑ جوڑ

زَحْفًا : لشکر کشی کی صورت میں۔ مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ : جنگی چال کے طور پر۔

مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ : کسی فوج سے جا ملنے کے لیے۔

رَمَيْتَ : تو نے پھینکا۔ لِيُبْلِيَ : تاکہ وہ آزمائے۔ مُوْهِنُ : کمزور کرنے والا۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ اس سبق میں غزوۂ بدر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے کن انعامات کا ذکر ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں سورۂ انفال کی ان آیات میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ کفار کو خطاب کرتے ہوئے ان آیات میں کیا تنبیہہ کی گئی ہے؟

اَلسُّؤَالُ الرَّابِعُ مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجیے۔

(الف) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ۔

(ب) وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

(ج) وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ۔

اَلدَّرْسُ الْاَوَّلُ (ج)

سُوْرَةُ الْاَنْفَال :

آیات۔ ۲۰ تا ۲۸

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا

اے ایمان والو! خُدا اور اس کے رسُولؐ کے حکم پر چلوٗ اور اس سے رُوگردانی نہ کرو اور تم سُنتے ہو، اور اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں

كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا

کہ ہم نے (حکمِ خُدا) سُن لیا، مگر (حقیقت میں) نہیں سُنتے کچھ شک نہیں کہ خُدا کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں

يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

سمجھتے، اور اگر خُدا اِن میں نیکی (کا مادہ) دیکھتا تو ان کو سننے کی توفیق بخشتا، اور اگر (بغیر صلاحیت ہدایت کے) سماعت دیتا تو وہ مُنہ پھیر کر بھاگ جاتے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ

مومنو! خُدا اور اس کے رسُولؐ کا حکم قبول کرو۔ جبکہ رسُولِؐ خُدا تمہیں ایسے کام کے لیے بُلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے۔ اور جان رکھو کہ خُدا آدمی اور اسکے

بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ

دل کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اسکے رُوبرو جمع کیے جاؤ گے' اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ اُنھی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں'

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ

اور جان رکھو کہ خُدا سخت عذاب دینے والا ہے۔ اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکّہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے

اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

کہ لوگ تمہیں اڑا (نہ) لے جائیں (یعنی بے خانماں نہ کردیں) تو اس نے تم کو جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ (اس کا) شکر ادا کرو'

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْۤا

اے ایمان والو! نہ تو خُدا اور رسُولؐ کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (اِن باتوں کو) جانتے ہو۔ اور جان رکھو

اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ع

کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے' اور یہ کہ خُدا کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

شَرَّ الدَّوَآبِّ : بدترین قسم کے جانور   **اِسْتَجِيْبُوْا** : حکم مانو، پکار کا جواب دو
يَحُوْلُ : حائل ہوتا ہے۔   **مُسْتَضْعَفُوْنَ** : مغلوب، بے زور
يَتَخَطَّفَ : وہ اچک لے جائے۔
لَا تَخُوْنُوْا : تم خیانت نہ کرو۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : **شَرَّ الدَّوَآبِّ** سے کیا مراد ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِي : ان آیات میں خیانت سے کیا مراد ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجیے۔

(الف) وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ۔

(ب) اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

(ج) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ۔

(د) وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً۔

(ہ) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

الدّرس الثّانی (۱)

سورۃ الانفال - آیات ۲۹ تا ۳۷

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ

مومنو! اگر تم خُدا سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لیے امرِ فارق پیدا کر دیگا (یعنی تم کو ممتاز کر دے گا) اور تمہارے گناہ مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا،

وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۲۹﴾ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ

اور خدا بڑے فضل والا ہے۔ اور (اے محمدؐ اس وقت کو یاد کرو) جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار ڈالیں یا (وطن سے) نکال دیں

وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿۳۰﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا

تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (اُدھر) خُدا چال چل رہا تھا اور خُدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔ اور جب اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں (یہ کلام) ہم نے سن لیا ہے،

لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا ۙ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۳۱﴾ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن

اگر ہم چاہیں تو اسی طرح کا (کلام) ہم بھی کہہ دیں اور یہ ہے ہی کیا صرف اگلے لوگوں کی حکایتیں ہیں۔ اور جب اُنہوں نے کہا کہ اے خُدا اگر یہ (قرآن)

كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ

تیری طرف سے برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج۔

أَلِيمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۳۳﴾

اور خُدا ایسا نہ تھا کہ جب تک تم اُن میں تھے انہیں عذاب دیتا۔ اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انہیں عذاب دے۔

وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ

اور (اب) اُنکے لیے کونسی وجہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے جبکہ وہ مسجد محترم (میں نماز پڑھنے) سے روکتے ہیں اور وہ اس مسجد کے متولّی بھی نہیں۔

أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ الْبَيْتِ إِلَّا

اسکے متولّی تو صِرف پرہیز گار ہیں لیکن ان میں کے اکثر نہیں جانتے۔ اور ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ

مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ

کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ تو تم جو کفر کرتے تھے اب اس کے بدلے عذاب (کا مزہ) چکھو۔ جو لوگ کافر ہیں اپنا مال خرچ کرتے ہیں

أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ

کہ (لوگوں کو) خُدا کے رستے سے روکیں' سو ابھی اور خرچ کریں گے مگر آخر وہ (خرچ کرنا) انکے لیے (موجب) افسوس ہوگا اور وہ مغلوب ہو جائیں گے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ

اور کافر لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تاکہ خُدا ناپاک کو پاک سے الگ کر دے اور ناپاک کو

الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ

ایک دوسرے پر رکھ کر ایک ڈھیر بنا دے۔ پھر اس کو دوزخ میں ڈال دے۔ یہی لوگ

الْخَاسِرُونَ ﴿٣٧﴾

خسارہ پانے والے ہیں۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

يُثْبِتُوا : وہ قید کر دیں — أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ : پہلوں کی کہانیاں

مُكَاءً : سیٹیاں — تَصْدِيَةً : تالیاں

فَيَرْكُمَهُ : وہ جمع کرے اِسے

اَلتَّمَارِينُ

اَلسُّؤَالُ الْأَوَّلُ : اس سبق میں تقویٰ کے کیا انعامات بیان ہوئے ہیں؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِي : وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا میں کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : کفّار کے مطالبے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذاب کیوں نازل نہ کیا؟

اَلسُّؤَالُ الرَّابِعُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجیے :

(الف) وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ
وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

(ب) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ
لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنفِقُونَهَا
ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ

اَلدَّرْسُ الثَّانِی (ب)

سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ

آیات ۳۸ تا ۴۴

قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ یَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ

(اے پیغمبرؐ) کُفّار سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے افعال سے باز آجائیں تو جو ہو چکا انہیں مُعاف کر دیا جائیگا۔ اور اگر پھر (وہی حرکات) کرنے لگیں گے تو اگلے لوگوں کا (جو) طریق جاری ہو چکا ہے

سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَكُوْنَ الدِّیْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا

(وہی انکے حق میں برتا جائیگا)۔ اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کُفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دِین سب خُدا ہی کا ہو جائے۔ اور اگر باز آجائیں

فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ

تو خُدا اِن کے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر رُوگردانی کریں تو جان رکھو کہ خُدا تمہارا حمایتی ہے (اور) وہ خوب حمایتی اور خوب

نِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۴۰﴾ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی

مددگار ہے۔ اور جان رکھو کہ جو چیز تم (کُفّار سے) غنیمت کے طور پر لاؤ۔ اِس میں سے پانچواں حِصّہ خُدا کا اور اس کے رسُولؐ کا اور اہل قرابت کا

الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا

اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مُسافروں کا ہے۔ اور اگر تم خُدا پر اور اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق و باطل میں) فرق کرنے کے دن

یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا

(یعنی جنگِ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مٹھ بھیڑ ہوگئی اپنے بندے (محمدؐ) پر نازل فرمائی۔ اور خُدا ہر چیز پر قادر ہے۔ جس وقت تم (مدینے سے) قریب کے ناکے پر تھے اور

وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ ۙ

کافر بعید کے ناکے پر اور قافِلہ تم سے نیچے (اُتر گیا) تھا اور اگر تم (جنگ کے لیے) آپس میں قرارداد کر لیتے تو وقت معین (پر جمع ہونے) میں تقدیم و تاخیر ہو جاتی۔

وَلٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ۬ لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی

لیکن خُدا کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا اُسے کر ہی ڈالے۔ تاکہ جو مَرے بصیرت پر (یعنی یقین جان کر) مَرے، اور جو جیتا رہے وہ بھی بصیرت پر

مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾ اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ

(یعنی حق پہچان کر) جیتا رہے۔ اور کُچھ شک نہیں کہ خُدا سُنتا جانتا ہے۔ اس وقت خُدا نے تمہیں خواب میں کافروں کو تھوڑی تعداد میں دِکھایا،

قَلِيلًا ۗ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ

اور اگر بہت کر کے دِکھاتا تو تم لوگ جی چھوڑ دیتے اور (جو) کام (درپیش تھا اس) میں جھگڑنے لگتے لیکن خدا نے (تمہیں اس سے) بچا لیا۔ بے شک وُہ

بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ

سینوں کی باتوں تک سے واقف ہے۔اوراس وقت جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو کافروں کوتمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھااور تم کوانکی نگاہوں میں

لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾ ع

تھوڑا کر کے دکھاتا تھا تاکہ خُدا کو جو کام کرنا منظور تھا اس کو کر ڈالے۔ اور سب کاموں کا رجُوع خدا ہی کی طرف ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

مَضَتْ : گزرچکی   يَوْمَ الْفُرْقَانِ : فیصلے کے دن

اَلْعُدْوَةِ الدُّنْيَا : وادی کے اِس جانب وکنارے۔

اَلْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى : اُس جانب،اُس کنارے۔   الرَّكْبُ : قافلہ

لَفَشِلْتُمْ : تم ضرور ہمّت ہار جاتے ، نامردی دِکھاتے۔

يُقَلِّلُ : کم کرکے دِکھاتا ہے ، تھوڑا کرکے۔

اَلتَّمَارِينُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اِس سبق میں مالِ غنیمت کی تقسیم کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيُ : اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں مُسلمانوں کی کامیابی کے لیے کِس کِس خصُوصی اِنعام و اِحسان کا ذکر فرمایا ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجیے :

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ۔

الدَّرْسُ الثَّانِی (ج)

(سُوْرَۃُ الْاَنْفَال)

آیات ۔ ۴۵ تا ۴۸

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ اَطِیْعُوا

مومنو! جب (کُفّار کی) کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور خُدا کو بہت یاد کرو تاکہ مُراد حاصل کرو۔ اور خُدا اور اُس کے رسُولؐ کے حکم پر چلو

اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۴۶﴾

اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا اور صبر سے کام لو کہ خُدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ یَصُدُّوْنَ

اور اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے (یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لیے) اور لوگوں کو دکھانے کے لیے گھروں سے نکل آئے اور لوگوں کو خُدا کی راہ سے

عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ﴿۴۷﴾ وَ اِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ

روکتے ہیں۔ اور جو اعمال یہ کرتے ہیں خُدا اُن پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اور جب شیطانوں نے اُن کے اعمال اُن کو آراستہ کر دکھائے اور کہا کہ

لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى

آج کے دن لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب نہ ہوگا۔ اور میں تمہارا رفیق ہوں (لیکن) جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہوئیں تو

عَقِبَیْهِ وَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ وَ اللّٰهُ

پسپا ہو کر چل دیا اور کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے مجھے تو خُدا سے ڈر لگتا ہے اور خُدا

شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾

سخت عذاب کرنے والا ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

فَاثْبُتُوْا : تو ثابت قدم رہو۔ — فَتَفْشَلُوْا : پس تم ہمت ہار جاؤ گے۔

بَطَرًا : اتراتے ہوئے۔ — جَارٌ : معاون وحمایتی۔

تَرَاءَتْ : آمنے سامنے ہوئے۔ — نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ : وہ اُلٹے پاؤں پھر گیا۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : کُفّار کے ساتھ مقابلے کی صُورت میں مُسلمانوں کو کون سے کام کرنے اور کن باتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : غزوۂ بدر میں مُسلمانوں کی نصرت کے لیے نازل ہونے والے فرشتوں کو دیکھ کر شیطان کا ردِّ عمل کیا تھا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل آیات کا مفہوم بیان کیجیے۔

(الف) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

(ب) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔

(ج) وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ۔

اَلدَّرسُ الثَّانِی (د)

سُوْرَۃُ الْاَنْفَال:

(آیات ۴۹ تا ۵۸)

إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَنْ

اس وقت منافق اور (کافر) جن کے دلوں میں مرض تھا، کہتے تھے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے مغرور کر رکھا ہے اور جو شخص

يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۙ

خُدا پر بھروسہ رکھتا ہے، تو خُدا غالب حکمت والا ہے۔ اور کاش تم اس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی

الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٥٠﴾ ذَٰلِكَ بِمَا

جانیں نکالتے ہیں، ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے (ہیں اور کہتے ہیں کہ اب) عذابِ آتش (کا مزہ) چکھو یہ ان (اعمال) کی سزا ہے

قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ﴿٥١﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ

جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ اور یہ (جان رکھو) کہ خُدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ جیسا حال فرعونیوں کا، اور ان سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا کہ)

مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ شَدِيدُ

اُنہوں نے خدا کی آیتوں سے کُفر کیا تو خُدا نے اُنکے گناہوں کی سزا میں اُن کو پکڑ لیا۔ بے شک خُدا زبردست اور سخت عذاب دینے والا ہے۔

الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا

یہ اس لیے کہ جو نعمت خُدا کسی قوم کو دیا کرتا ہے جب تک وہ خود اپنے دلوں کی حالت نہ بدل ڈالیں خُدا اسے نہیں بدلا کرتا۔

بِأَنْفُسِهِمْ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٣﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

اور اِس لیے کہ خُدا سُنتا جانتا ہے۔ جیسا حال فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کا (ہوا تھا ویسا ہی ان کا ہوا)

كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوا

انہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ان کے گُناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور فرعونیوں کو ڈبو دیا۔ اور وہ سب ظالم تھے۔

ظَالِمِينَ ﴿٥٤﴾ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٥﴾ الَّذِينَ

جانداروں میں سب سے بدتر خُدا کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں، سو وہ ایمان نہیں لاتے۔ جن لوگوں سے

عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ

تم نے (صلح) کا عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (خُدا سے) نہیں ڈرتے۔ اگر تم اُن کو لڑائی میں پاؤ تو اُنہیں

فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ

ایسی سزا دو کہ جو لوگ انکے پس پشت ہیں وہ ان کو دیکھ کر بھاگ جائیں۔ عجب نہیں کہ ان کو (اس سے) عبرت ہو۔ اور اگر تم کو کسی قوم سے دغا بازی کا

مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿٥٨﴾ؑ

خوف ہو تو (ان کا عہد) انہی کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ خُدا دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

غَرَّ : خبط میں ڈالا — عَذَابَ الْحَرِيْقِ : جلنے کا عذاب

لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا : وہ بدلنے والا نہیں۔ كَدَاْبِ : جیسے عادت ، طریقہ

تَثْقَفَنَّ : تم پاؤ — شَرِّدْ : بھگا دو۔ — فَانْۢبِذْ : پس پھینک دو۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : سُورۂ اَنفال کی اِن آیات میں مسلمانوں کی جہاد کے لیے تیاریاں دیکھ کر مُنافقین نے کیا تبصرہ کیا ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : کُفّار کی جانب سے عہد شکنی کی صُورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہدایات دیں ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : اِس سبق میں فرعون اور آلِ فرعون کی ہلاکت اور بربادی کے کیا اسباب بیان کیے گئے ہیں ؟

اَلسُّؤَالُ الرَّابِعُ : مندرجہ ذیل آیات کا مفہوم بیان کیجیے :

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ
يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا
عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ
وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○

الدَّرسُ الثَّالِثُ (۱)

سُوْرَةُ الْاَنْفَال

آیات ۵۹ تا ۶۴

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ﴿۵۹﴾ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم

اور کافر یہ نہ خیال کریں کہ وہ بھاگ نکلے ہیں وہ (اپنی چالوں سے ہم کو) ہرگز عاجز نہیں کر سکتے۔ اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے)

مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ

زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے اُن کے (مقابلے کے) لیے مُستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور اُن کے سوا اور لوگوں پر

لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا

جن کو تم نہیں جانتے، اور خُدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔ اور تم جو کچھ راہِ خدا میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائیگا

تُظْلَمُونَ ﴿۶۰﴾ وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۶۱﴾

اور تمہارا ذرا نقصان نہیں کیا جائیگا۔ اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اسکی طرف مائل ہو جاؤ اور خُدا پر بھروسا رکھو، کچھ شک نہیں کہ وہ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے،

وَإِن يُرِيدُوا أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ۚ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴿۶۲﴾

اور اگر یہ چاہیں کہ تم کو فریب دیں تو خُدا تمہیں کفایت کرے گا، وہی تو ہے جس نے تم کو اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی،

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ

اور اُن کے دِلوں میں اُلفت پیدا کر دی۔ اگر تم دُنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی اُن کے دلوں میں اُلفت پیدا نہ کر سکتے۔

وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۶۳﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ

مگر خُدا ہی نے اُن میں اُلفت ڈال دی بے شک وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اے نبیؐ! خُدا تم کو اور مومنوں کو

اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۶۴﴾

جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہے۔

✵

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

اَعِدُّوْا : تیار کرو — لَا يُعْجِزُوْنَ : وہ تھکا نہیں سکتے، ہرا نہیں سکتے، وہ عاجز نہیں کر سکتے۔

يُوَفَّ : پورا کیا جائے گا — جَنَحُوْا : وہ مائل ہوئے۔ لِلسَّلْمِ : صلح کے لیے

اَيَّدَ : اس نے تائید کی — حَسْبُكَ اللّٰهُ : تجھ کو کافی ہے اللہ۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : ان آیات میں جہاد کی تیاری کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيُّ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجیے:

(الف) وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ

(ب) هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ

(ج) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اَلدَّرْسُ الثَّالِثُ (ب)

سُوْرَةُ الْاَنْفَال :

(آیات ۶۵ تا ۶۹)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا

اے نبیؐ! مُسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔ اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو

مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝۶۵

دو سو کافروں پر غالب رہیں گے۔ اور اگر سو (ایسے) ہونگے تو ہزار پر غالِب رہیں گے۔ اس لیے کہ کافِر ایسے لوگ ہیں کہ کُچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے۔

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا

اب خُدا نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ (ابھی) تم میں کسی قدر کمزوری ہے۔ پس اگر تم میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہونگے تو دو سو پر غالِب

مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝۶۶ مَا كَانَ

رہیں گے۔ اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو خُدا کے حکم سے دو ہزار پر غالِب رہیں گے۔ اور خُدا ثابت قدم رہنے والوں کا مددگار ہے۔ پیغمبر کو

لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰي حَتّٰي يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ

شایاں نہیں کہ اسکے قبضے میں قیدی رہیں۔ جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہا دے تم لوگ دُنیا کے مال کے طالب ہو۔ اور خُدا

الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۶۷ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۶۸

آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔ اور خُدا غالب حکمت والا ہے۔ اگر خُدا کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو (فِدیہ) تم نے لیا ہے اسکے بدلے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۶۹ ع

تو جو مالِ غنیمت تم کو ملا ہے اسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے لیے) حلال طیّب (ہے) اور خُدا سے ڈرتے رہو۔ بے شک خُدا بخشنے والا مہربان ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

حَرِّضْ : شوق دلاؤ۔ اُبھارو — اَسْرٰی : قیدی

يُثْخِنَ : وہ خون ریزی کرے۔ کچل ڈالے۔ — عَرَضَ الدُّنْيَا : دُنیا کے فائدے

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد پر اُبھارنے کے لیے کیا ترغیب دی ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجیے :

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ

الدرس الثالث (ج)

سورۃ الانفال:

آیات ۷۰ تا ۷۵،

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ

اے پیغمبرؐ جو قیدی تمہارے ہاتھ میں (گرفتار) ہیں ان سے کہہ دو اگر خُدا تمہارے دلوں میں نیکی معلوم کرے گا تو جو (مال) تم سے چھن گیا ہے اس سے بہتر تمہیں

مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷۰ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ

عنایت فرمائیگا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دیگا، اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے تو یہ پہلے ہی خُدا سے دغا کر چکے ہیں تو اس نے انکو

مِنْهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

(تمہارے) قبضہ میں کر دیا۔ اور خُدا دانا حکمت والا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خُدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے وہ اور جنہوں نے

اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ

(ہجرت کرنیوالوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت

وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى

نہ کریں تم کو اُن کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں۔ اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہے۔

قَوْمٍ ۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۷۲ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ

مگر اُن لوگوں کے مقابلے میں تم میں اور اُن میں (صلح کا) عہد ہو (مدد نہیں کرنی چاہیے) اور خُدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہیں (وہ بھی) ایک

بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝۷۳ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا

دوسرے کے رفیق ہیں۔ تو (مومنو) اگر تم یہ (کام) نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے

وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

اور خُدا کی راہ میں لڑائیاں کرتے رہے اور جنہوں نے (ہجرت کرنیوالوں کو) جگہ دی اور انکی مدد کی، یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لیے (خدا کے ہاں) بخشش

وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۷۴ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۭ

اور عزّت کی روزی ہے اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کرتے رہے وہ بھی تمہی میں سے ہیں

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷۵ۧ

اور رشتہ دار خُدا کے حکم کی رُو سے ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ کُچھ شک نہیں کہ خُدا ہر چیز سے واقف ہے۔

✹

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

اٰوَوْا : جگہ دی ، پناہ دی   اسْتَنْصَرُوْا : اُنھوں نے مدد چاہی ۔

اُولُوا الْاَرْحَامِ : خون کے رشتہ دار

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اللہ تعالیٰ نے سُورہَ انفال کی اِن آیات میں قیدیوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہجرت اور نُصرت کے بارے میں کیا باتیں ارشاد فرمائیں ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم لکھئے :

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ

الدَّرْسُ الرَّابِعُ (الف)

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ

(آیات ۱ تا ۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ ① وَّاتَّبِعْ مَا

اے پیغمبرؐ! خُدا سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ ماننا۔ بے شک خُدا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور جو (کتاب)

يُوْحٰۤى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ ② وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ③

تم کوتمہارے پروردگار کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اُسی کی پیروی کیے جانا۔ بیشک خُدا تمہارے سب عملوں سے خبردار ہے۔ اور خُدا پر بھروسا رکھنا اور خُدا ہی کارساز کافی ہے

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـئِْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ

خُدا نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے اور نہ تمہاری عورتوں کو جن کو تم ماں کہہ بیٹھتے ہو تمہاری ماں بنایا اور نہ تمہارے

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ④

لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا۔ یہ سب تمہارے مُنہ کی باتیں ہیں اور خُدا تو سچی بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ

مومنو! لے پالکوں کو ان کے (اصل) باپوں کے نام سے پُکارا کرو۔ کہ خُدا کے نزدیک یہی درست بات ہے۔ اگر تم کو اُنکے باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑤ اَلنَّبِيُّ

اور دوست ہیں اور جو بات تم سے غلطی سے ہوگئی ہو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں لیکن جو قصدِ دلی سے کرو (اسی پر مواخذہ ہے) اور خُدا بخشنے والا مہربان ہے۔ پیغمبر مومنوں پر

اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ

اُن کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ دار آپس میں کتاب اللہ کی رُو سے مسلمانوں اور مہاجروں سے ایک دوسرے

اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ⑥

(کے ترکے) کے زیادہ حقدار ہیں۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے احسان کرنا چاہو (تو اور بات ہے) یہ حکم کتاب (یعنی قرآن) میں لکھ دیا گیا ہے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوحٍ وَّإِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا

اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے نوحؑ سے اور ابراہیمؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰؑ سے اور

مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا أَلِيْمًا ۝٨

عہد بھی ان سے پکا لیا۔ تاکہ سچ کہنے والوں سے ان کی سچائی کے بارے میں دریافت کرے اور اس نے کافروں کے لیے دُکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

جَوْفِ	: دھڑ ، پہلو	تُظٰهِرُوْنَ	: تم ظہار کرتے ہو
أَدْعِيَآءَ	: مُنہ بولے بیٹے	أَفْوَاهِ	: مُنہ (جمع)
أُدْعُوْهُمْ	: انھیں پکارو	أَقْسَطُ	: زیادہ منصفانہ بات
تَعَمَّدَتْ	: اُس (عورت) نے ارادہ کیا	أَوْلٰى	: مقدم، زیادہ حق رکھنے والا
أُولُوا الْأَرْحَامِ	: رشتے دار	مَسْطُوْرًا	: لکھا ہوا

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْأَوَّلُ : سبق کی ابتدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کن باتوں کی تلقین کی گئی ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : اس سبق کی آیات میں مُنہ بولے بیٹوں کے بارے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجیے :

(ا) اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهٗ أُمَّهٰتُهُمْ ۔

(ب) مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۔

(ج) وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ أُمَّهٰتِكُمْ

الدَّرْسُ الرَّابِعُ (ب)

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ
(آیات ۹ تا ۲۰)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ

مومنو! خُدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جو (اس نے) تم پر (اس وقت کی) جب فوجیں تم پر (حملہ کرنے کو) آئیں۔ تو ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر (نازل کیے)

تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ ﴿۹﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ

جن کو تم دیکھ نہیں سکتے تھے۔ اور جو کام تم کرتے ہو خدا ان کو دیکھ رہا ہے۔ جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں

الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا

اور دل (مارے دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے

زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ

گئے۔ اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دِلوں میں بیماری ہے کہنے لگے کہ خُدا اور اس کے رسول نے

اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ

تو ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا اور جب ان میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اے اہل مدینہ (یہاں) تمہارے لیے (ٹھیرنے کا) مقام نہیں تو لوٹ چلو۔ اور ایک گروہ

النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ

ان میں سے پیغمبرؐ سے اجازت مانگنے اور کہنے لگا کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے۔ وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے۔ اور اگر فوجیں اطرافِ مدینہ سے

مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ

ان پر آداخل ہوں پھر ان سے خانہ جنگی کے لیے کہا جائے تو (فوراً) کرنے لگیں اور اس کے لیے بہت ہی کم توقف کریں، حالانکہ پہلے خُدا سے اقرار کر چکے تھے۔ کہ پیٹھ

قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ

نہیں پھیریں گے۔ اور خُدا سے (جو) اقرار (کیا جاتا ہے اس) کی ضرور پرسش ہوگی۔ کہہ دو کہ اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگتے ہو تو بھاگنا تم کو

الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ

فائدہ نہیں دے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ اُٹھاؤ گے۔ کہہ دو کہ اگر خُدا تمہارے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے تو کون تم کو اس سے بچا سکتا ہے

بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ

یا اگر تم پر مہربانی کرنی چاہے (تو کون اس کو ہٹا سکتا ہے) اور یہ لوگ خُدا کے سوا کسی کو نہ اپنا دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔ خُدا تم میں سے اُن لوگوں

الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖۚ

کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم۔ (یہ اس لیے کہ) تمہارے بارے میں

فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ

بُخل کرتے ہیں۔ پھر جب (ڈر کا وقت) آئے تو تم ان کو دیکھو کہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں (اور) اُن کی آنکھیں (اسی طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی

فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ

آرہی ہو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کے ساتھ تمہارے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں بُخل کریں۔ یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے

اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ

تو خدا نے اُن کے اعمال برباد کر دیئے۔ اور یہ خُدا کو آسان تھا۔ (خوف کے سبب) خیال کرتے ہیں کہ فوجیں نہیں گئیں۔ اور اگر لشکر آجائیں

يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا

تو تمنا کریں کہ (کاش) گنواروں میں جا رہیں (اور) تمہاری خبریں پوچھا کریں اور اگر تمہارے درمیان ہوں تو لڑائی

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ ع

نہ کریں مگر کم۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

زَاغَتْ : ٹیڑھی ہوگئی۔ پھر گئی	اَلْحَنَاجِرَ : گلے
اُبْتُلِيَ : آزمائے گئے	عَوْرَةٌ : غیر محفوظ، کھلے
اَقْطَارِ : اطراف	مَا تَلَبَّثُوْا : انھوں نے توقف نہ کیا
يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ : وہ پیٹھ پھیرتے ہیں۔	تُمَتَّعُوْنَ : تمھیں فائدہ دیا جاتا ہے یا دیا جائے گا۔
يَعْصِمُ : بچاتا ہے یا بچائے گا	اَلْمُعَوِّقِيْنَ : رکاوٹیں ڈالنے والے، منع کرنے والے
هَلُمَّ : آؤ	اَشِحَّةً : سخت بخیل۔

تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ : ان کی آنکھیں گھومتی ہیں، پھر رہی ہیں۔

يُغْشٰى : غشی طاری ہوتی ہے۔	سَلَقُوْكُمْ : وہ تمھارے ساتھ زبان درازی کریں گے
حِدَادٍ : تیز	اَحْبَطَ : ضائع کردیا۔
اَلْاَحْزَابُ : گروہ (واحد: حِزْبٌ)	بَادُوْنَ : صحرانشین
اَلْاَعْرَابِ : بدّو	اَنْبَاءِ : خبریں (واحد: نَبَأٌ)

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : سبق کی آیات کی روشنی میں بتائیے غزوۂ احزاب میں اہلِ ایمان کو اللہ کی تائید ونصرت کیسے حاصل ہوئی؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : غزوۂ احزاب کے دوران آزمائش کی گھڑیوں میں اہلِ ایمان اور منافقین کا طرزِ عمل کیا تھا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : ان آیات میں، جہاد میں رکاوٹ ڈالنے والوں (اَلْمُعَوِّقِيْنَ) کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے؟

✹

الدَّرْسُ الرَّابِعُ (ج)

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ :

(آیات ۲۱ تا ۲۷)

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾

تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خُدا (سے ملنے) اور روزِ قیامت (کے آنے) کی اُمید ہو اور وہ خُدا کا کثرت سے ذکر کرتا ہو۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ

اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا خُدا اور اسکے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خُدا اور اسکے پیغمبر نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کا ایمان

اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى

اور اطاعت اور زیادہ ہوگئی۔ مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے خُدا سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا۔ تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہوگئے اور بعض ایسے ہیں

نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۡ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ

کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔ تا کہ خُدا سچّوں کو انکی سچائی کا بدلہ دے اور منافقوں کو چاہے تو عذاب دے یا

اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ

(چاہے) تو ان پر مہربانی کرے۔ بے شک خُدا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو کافر تھے اُن کو خُدا نے پھیر دیا وہ اپنے غصّے میں (بھرے ہوئے تھے)

يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ

کچھ بھلائی حاصل نہ کر سکے۔ اور خُدا مومنوں کو لڑائی کے بارے میں کافی ہوا۔ اور خُدا طاقت ور (اور) زبردست ہے۔ اور اہل کتاب میں سے جنہوں نے ان کی مدد کی تھی

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ

ان کو ان کے قلعوں سے اتار دیا اور ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔ تو کتنوں کو تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید

فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ

کر لیتے تھے۔ اور ان کی زمین اور اُن کے گھروں اور ان کے مال اور اس زمین کا جس میں تم نے پاؤں بھی نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا۔ اور خُدا ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾

قدرت رکھتا ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

زَادَ : زیادہ ہوگیا	تَسْلِيْمًا : سرِ تسلیم خم کرنا۔ سپردگی
نَحْبٌ : نذر	رَدَّ : لوٹا دیا ۔ پھیر دیا
لَمْ يَنَالُوْا : حاصل نہ کر سکے	ظَاهَرُوْا : انھوں نے ساتھ دیا
صَيَاصِيْهِمْ : انکی گڑھیاں ۔ انکے قلعے	قَذَفَ : ڈالا ۔ پھینکا
تَأْسِرُوْنَ : تم اسیر بناتے ہو	اَوْرَثَ : وارث بنایا ۔
لَمْ تَطَئُوْهَا : تم نے پامال نہ کیا	

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کریں :

(ا) : لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(ب) : فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ

(ج) : وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ

✹

اَلدَّرْسُ الْخَامِسُ (ل)

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب :
(آیات ۲۸ تا ۳۴)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ

اے پیغمبر! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی خواستگار ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح سے

سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ

رخصت کر دوں اور اگر تم خُدا اور اس کے پیغمبرؐ اور عاقبت کے گھر (یعنی بہشت) کی طلبگار ہو تو تم میں جو نیکوکاری کرنے والی ہیں ان کے لیے خُدا نے

مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا

اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اے پیغمبرؐ کی بیویو تم میں سے جو کوئی صریح ناشائستہ (الفاظ کہہ کر رسول اللہ کو ایذا دینے کی) حرکت کرے گی اس کو

الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۗ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ

دُونی سزا دی جائے گی اور یہ (بات) خُدا کو آسان ہے۔ اور جو تم میں سے خُدا اور اُس کے رسولؐ کی فرمان بردار رہے گی

صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

اور عمل نیک کرے گی اس کو ہم دُونا ثواب دیں گے۔ اور اس کے لیے ہم نے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے پیغمبرؐ کی بیویو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم پرہیزگار

اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ

رہنا چاہتی ہو تو (کسی اجنبی شخص سے) نرم نرم باتیں نہ کرو تا کہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا مرض ہے کوئی اُمید (نہ) پیدا کرے اور دستور کے مطابق بات کیا کرو۔

بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہارِ تجمل کرتی تھیں اُس طرح زینت نہ دکھاؤ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور خُدا اور اس کے رسولؐ کی

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ

فرمانبرداری کرتی رہو۔ اے (پیغمبرؐ کے) اہل بیت خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دُور کر دے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے۔ اور تمہارے گھروں

مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

میں جو خُدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت (کی باتیں سُنائی جاتی ہیں) ان کو یاد رکھو۔ بے شک خُدا باریک بین اور باخبر ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

تُرِدْنَ : تم چاہتی ہو — تَعَالَيْنَ : تم آؤ

اُمَتِّعْكُنَّ : میں تمہیں کچھ مال دوں — اُسَرِّحْكُنَّ : میں تمہیں رخصت کروں۔

سَرَاحًا : رخصتی — اَعَدَّ : تیار کیا — ضِعْفَيْنِ : دوگنا

يَقْنُتْ : فرماں برداری کرتا ہے یا کرے گا۔ — اَعْتَدْنَا : ہم نے مہیا (تیار) کر رکھا ہے۔

لَسْتُنَّ : تم (مؤنث) نہیں ہو — اِنِ اتَّقَيْتُنَّ : اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ : دبی زبان سے (نرم لہجے میں) بات نہ کرو۔

قَرْنَ : (تم (مؤنث) ٹھہری رہو — لَا تَبَرَّجْنَ : زینت (سج دھج) نہ دکھاتی پھرو۔

اَلرِّجْسَ : ناپاکی — لِيُذْهِبَ عَنْكُمْ : تم سے دور کر لے جائے

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اس سبق کی آیات کے حوالے سے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج النبیؐ کو کن دو باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے بارے میں کیا فرمایا؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ازواج مطہرات کو کن احکام و آداب کی تلقین فرمائی ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کریں۔

(ا) يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (ب) وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ
(ج) وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى ۔

اَلدَّرسُ الخَامِس (ب)

سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب :
(آیات ۳۵ تا ۴۰)

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ

(جولوگ خُدا کے آگے سر اطاعت خم کرنیوالے ہیں یعنی) مُسلمان مرد اور مُسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرنبردار عورتیں اور راستباز مرد اور راستباز عورتیں

وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ

اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد

وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ

اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور خُدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں۔ کُچھ شک نہیں کہ ان کے لیے خُدا نے بخشش

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ

اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب خُدا اور اس کا رسولؐ کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔

اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ

اور جو کوئی خُدا اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا۔ اور جب تم اس شخص سے جس پر خُدا نے احسان کیا اور تم نے بھی احسان کیا

عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ

(یہ) کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے۔ اور خُدا سے ڈر اور تم اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ کرتے تھے جس کو خُدا ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے۔ حالانکہ خُدا

اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ

اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو۔ پھر جب زید نے اس سے (کوئی) حاجت (متعلق) نہ رکھی (یعنی اس کو طلاق دیدی) تو ہم نے تم سے اس کا نکاح کر دیا تا کہ مومنوں کے لیے انکے مُنہ بولے بیٹوں

اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا

کی بیویوں (کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے) میں جب وہ ان سے (اپنی) حاجت (متعلق) نہ رکھیں (یعنی طلاق دیدیں) کُچھ تنگی نہ رہے۔ اور خُدا کا حکم واقع ہو کر رہنے والا تھا۔ پیغمبر پر اس کام میں کُچھ تنگی نہیں،

فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۭ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ

جو خُدا نے ان کے لیے مقرر کر دیا۔ اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں، ان میں بھی خُدا کا یہی دستور رہا ہے۔ اور خُدا کا حکم ٹھیر چکا ہے۔ اور جو خُدا کے پیغام (جُوں کے تُوں)

رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ

پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور خُدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور خُدا ہی حساب کرنے کو کافی ہے۔ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں،

مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں کی (نبوت) مُہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

اَلْقٰنِتٰتِ	مطیع فرمانبردار عورتیں	اَلْمُتَصَدِّقِيْنَ	صدقہ دینے والے
اَلْخِيَرَةُ	اختیار	اَمْسِكْ	تو روک رکھ
تُخْفِيْ	تو چھپاتا ہے	مُبْدِيْ	ظاہر کرنے والا
وَطَرًا	حاجت	خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ	آخری نبی

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اس سبق میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے کیا اوصاف بیان ہوئے ہیں اور اس کے لیے انھیں کس اجر کی نوید سنائی گئی ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : اللہ اور اُس کے رسولؐ کے فیصلوں کے بارے میں اہلِ ایمان کا کیا طرزِ عمل ہونا چاہیے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : اس سبق میں حضرت زیدؓ کے بارے میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں، ان کی وضاحت کریں۔

اَلسُّؤَالُ الرَّابِعُ : مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کریں:

(ا) : وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ۔

(ب) : مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔

(ج) اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ

اَلدَّرْسُ الْخَامِسُ (ج)

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب :

(آیات ۴۱ تا ۵۲)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿٤١﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٤٢﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ

اے اہل ایمان خُدا کا بہت ذکر کیا کرو۔ اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔ وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے

عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿٤٣﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ

اور اسکے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ اور خُدا مومنوں پر مہربان ہے۔ جس روز وہ اس سے ملیں گے

يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿٤٤﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٤٥﴾ وَّدَاعِيًا

اُنکا تحفہ (خُدا کی طرف سے) سلام ہوگا اور اس نے ان کے لیے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سُنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿٤٦﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿٤٧﴾ وَلَا تُطِعِ

اور خُدا کی طرف بُلانے والا اور چراغ روشن۔ اور مومنوں کو خوشخبری سُنا دو کہ اُن کے لیے خُدا کی طرف سے بڑا فضل ہو گا۔ اور کافروں اور منافقوں کا کہا

الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٤٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا

نہ ماننا اور نہ اُن کے تکلیف دینے پر نظر کرنا اور خُدا پر بھروسہ رکھنا اور خُدا ہی کارساز کافی ہے۔ مومنو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کر کے اُن کو ہاتھ لگانے

نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ

(یعنی ان کے پاس جانے) سے پہلے طلاق دیدو تو تم کو کچھ اختیار نہیں کہ ان سے عِدّت پوری کراؤ۔

فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٤٩﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا

ان کو کُچھ فائدہ (یعنی خرچ) دے کر اچھی طرح رخصت کرو۔ اے پیغمبر ہم نے تمہارے لیے تمہاری بیویاں جن کو تم نے انکے مہر دے دیئے ہیں حلال کر دی ہیں اور تمہاری لونڈیاں

مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ

جو خُدا نے تم کو (کفّار سے بطور مالِ غنیمت) دلوائی ہیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموؤں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں

مَعَكَ ۡ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ

جو تمہارے ساتھ وطن چھوڑ کر آئی ہیں (سب حلال ہیں) اور کوئی مومن عورت اگر اپنے تئیں پیغمبر کو بخشدے (یعنی مہر لینے کے بغیر نکاح میں آنا چاہے) بشرطیکہ پیغمبر بھی ان سے نکاح کرنا چاہیں (وہ بھی حلال ہے لیکن)

الْمُؤْمِنِينَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ

یہ اجازت (اے محمدؐ) خاص تم ہی کو ہے سب مسلمانوں کو نہیں۔ ہم نے انکی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جو (مہر واجب الادا) مقرر کر دیا ہے ہم کو معلوم ہے (یہ) اس لیے (کیا گیا ہے) کہ تم پر کسی طرح کی تنگی نہ رہے۔

وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٠﴾ تُرْجِي مَن تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَن تَشَاءُ ۖ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ

اور خُدا بخشنے والا مہربان ہے۔ (اور تم کو یہ بھی اختیار ہے کہ) جس بیوی کو چاہو علیحدہ رکھو اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو۔ اور جس کو تم نے علیحدہ کر دیا ہو اگر اس کو پھر اپنے پاس طلب کر لو تو

عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۚ

تم پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ (اجازت) اِس لیے ہے کہ انکی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمناک نہ ہوں۔ اور جو کچھ تم اُن کو دو اُسے لے کر سب خوش رہیں۔

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ﴿٥١﴾ لَّا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِن بَعْدُ وَلَا أَن

اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خُدا اُسے جانتا ہے، اور خُدا جاننے والا اور بُردبار ہے۔ (اے پیغمبرؐ) ان کے سوا اور عورتیں تم کو جائز نہیں اور نہ یہ کہ اِن بیویوں کو

تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ

چھوڑ کر اور بیویاں کرو خواہ اُن کا حُسن تم کو (کیسا ہی) اچھا لگے، مگر وہ جو تمہارے ہاتھ کا مال ہے (یعنی لونڈیوں کے بارے میں تمکو اختیار ہے)

اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ﴿٥٢﴾

اور خُدا ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

بُكْرَةً وَّاَصِيلًا : صبح شام — تَحِيَّتُهُمْ : تحفہ و دُعا

يَلْقَوْنَ : وہ ملیں گے — سِرَاجًا مُّنِيرًا : روشن چراغ

تَعْتَدُّونَ : تم عِدّت پُوری کراتے ہو — وَهَبَتْ : اس (مؤنث) نے ہبہ کیا

اَنْ يَّسْتَنْكِحَ : کہ وہ نکاح کرنا چاہے — تُرْجِيْ : تو علیحدہ رکھے

تُؤْوِيْ : تو اپنے پاس جگہ دے — عَزَلْتَ : تُو نے علیحدہ کیا

اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ : کہ انکی آنکھیں ٹھنڈی رہیں (قرار پائیں)

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اِس سبق میں اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا کیا مقام و منصب بیان کیا ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : اِس سبق میں طلاق کا کیا خاص حکم بیان ہوا ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : اِن آیات میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لیے نکاح کے کیا خصوصی ضوابط بیان کیے گئے ہیں؟

الدَّرسُ السَّادِسُ (الف)

سُوْرَۃُ الْاَحْزَابِ

(آیات ۵۳ تا ۵۸)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا

مومنو! پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صُورت میں کہ تم کو کھانے کے لیے اجازت دی جائے اور اس کے پکنے کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے۔ لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے

دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ

تو جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو چل دو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو۔ یہ بات پیغمبرؐ کو ایذا دیتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں (اور کہتے نہیں ہیں)

مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ

لیکن خُدا اچھی بات کے کہنے سے شرم نہیں کرتا اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ یہ تمہارے اور انکے دونوں

لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ

کے دلوں کے لیے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔ اور تم کو یہ شایاں نہیں کہ پیغمبر خُدا کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی اِن کے بعد نکاح کرو۔

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝۵۳ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۵۴ لَا جُنَاحَ

بے شک یہ خُدا کے نزدیک بڑا (گناہ کا کام) ہے۔ اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا اس کو مخفی رکھو تو (یاد رکھو کہ) خُدا ہر چیز سے باخبر ہے۔ عورتوں پر اپنے

عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ

باپوں سے (پردہ نہ کرنے میں) کُچھ گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ اپنے بھانجوں سے اور نہ اپنی (قسم کی) عورتوں سے

وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝۵۵ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ

اور نہ لونڈیوں سے۔ اور (اے عورتو) خُدا سے ڈرتی رہو۔ بے شک خُدا ہر چیز سے واقف ہے۔ خُدا اور اس

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۵۶ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

کے فرشتے پیغمبر پر دُرود بھیجتے ہیں۔ مومنو تم بھی اُن پر درود اور سلام بھیجا کرو۔ جو لوگ خُدا اور اس کے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝۵۷ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

پیغمبر کو رنج پہنچاتے ہیں اُن پر خدا دُنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے اُس نے ذلیل کرنیوالا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ مومن مردوں

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾ ع

اور مومن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت) سے، جو انہوں نے نہ کیا ہو ایذا دیں تو اُنہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔

✹

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيْبُ

اِنٰهُ : اس (کھانے) کے تیار ہونے کا وقت۔	دُعِيْتُمْ : تمہیں بُلایا جائے۔
طَعِمْتُمْ : تم نے کھانا کھا لیا۔	اِنْتَشِرُوْا : تم منتشر ہو جاؤ۔
مُسْتَاْنِسِيْنَ : جی لگاتے ہوئے۔	يُؤْذِيْ : وہ ایذا دیتا ہے۔
يَسْتَحْيِيْ : وہ شرماتا ہے۔	اِحْتَمَلُوْا : اُنھوں نے بوجھ اُٹھایا، اپنے سر لیا۔

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : ان آیت میں اہلِ ایمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلّم کے گھر جانے کے بارے میں کیا ادب سکھایا گیا ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلّم کے ہاں کھانے کی دعوت پر آنے والوں کو کن آداب کی تعلیم دی گئی؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلّم پہ دُرود وسلام کی کیا اہمیت ہے اور اس کے متعلق کیا حکم دیا گیا ہے؟

✹

اَلدَّرْسُ السَّادِسُ (ب)

سُوْرَۃُ الْاَحْزَابِ

(آیات ۵۹ تا ۶۸)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ

اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (مونہوں) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں۔

اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ

یہ امر ان کے لیے موجب شناخت (وامتیاز) ہوگا تو کوئی انکو ایذا نہ دیگا۔ اور خُدا بخشنے والا مہربان ہے۔ اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دِلوں میں مرض ہے، اور جو

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾

(مدینے کے شہر میں) بُری بُری خبریں اڑایا کرتے ہیں (اپنے کردار) سے باز نہ آئیں گے تو ہم تم کو انکے پیچھے لگادیں گے پھر وہاں تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن،

مَّلْعُوْنِيْنَ ړ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ

(وہ بھی) پھٹکارے ہوئے۔ جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مارڈالے گئے۔ جولوگ پہلے گزر چکے ہیں انکے بارے میں بھی خُدا کی یہ عادت رہی ہے۔

تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ يَسْــَٔـلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا

اور تم خُدا کی عادت میں تغیر وتبدل نہ پاؤ گے۔ لوگ تم سے قیامت کی نسبت دریافت کرتے ہیں (کہ کب آئے گی) کہہ دو کہ اس کا علم خُدا ہی کو ہے۔ اور تمہیں

يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

کیا معلوم ہے شاید قیامت قریب ہی آگئی ہو۔ بے شک خُدا نے کافروں پر لعنت کی ہے اور انکے لیے (جہنم کی) آگ تیار کر رکھی ہے۔ اس میں ابدالآباد

اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾ ۚ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ

رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔ جس دن ان کے مُنہ آگ میں اُلٹائے جائیں گے کہیں گے اے کاش ہم خُدا کی فرمانبرداری کرتے

وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ

اور رسُول (خُدا) کا حکم مانتے۔ اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا تو انہوں نے ہم کو رستے سے گمراہ کردیا۔ اے ہمارے پروردگار ان کو دُگنا

مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ ع

عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

اَلْكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيبُ

يُدْنِيْنَ : نیچے کر لیا کریں۔

جَلَابِيْبَ : چادریں (واحد جِلْبَابٌ)

اَنْ يُّعْرَفْنَ : کہ وہ پہچان لی جائیں

اَلْمُرْجِفُوْنَ : افواہیں پھیلانے والے

لَنُغْرِيَنَّكَ : ہم تجھے پیچھے لگا دیں گے

لَايُجَاوِرُوْنَ : وہ پڑوس میں نہ رہ سکیں گے۔

وَمَا يُدْرِيْكَ : تجھے کیا خبر

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اس سبق کی آیات میں مسلمان عورتوں کو پردے کے سلسلہ میں کیا ہدایات دی گئی ہیں اور اس کی کیا حکمت بیان کی گئی ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : ان آیات میں منافقین مدینہ کو کیا تنبیہ کی گئی ہے اور انھیں کیا وعید سنائی گئی ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : قرآن حکیم کی ان آیات میں قیامت کے متعلق کیا فرمایا گیا ہے؟

اَلدَّرسُ السَّادِسُ (ج)

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب :
(آیات ۶۹ تا ۷۳)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ﴿٦٩﴾

مومنو تم ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰؑ کو (عیب لگا کر) رنج پہنچایا تو خدا نے ان کو بے عیب ثابت کیا۔ اور وہ خدا کے نزدیک آبرو والے تھے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن

مومنو! خدا سے ڈرا کرو۔ اور بات سیدھی کہا کرو۔ وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دیگا۔ اور جو

يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

شخص خدا اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کریگا تو بے شک بڑی مراد پایئگا۔ ہم نے (بار) امانت آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے

وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿٧٢﴾ لِّيُعَذِّبَ

اس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اُٹھالیا بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا۔ تاکہ خدا منافق مردوں

اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ

اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور خدا مومن مردوں اور مومن عورتوں پر مہربانی کرے۔

وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٧٣﴾

اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اَلْکَلِمَاتُ وَالتَّرَاکِیبُ

بَرَّاَ : اس نے بے عیب ثابت کیا۔ برأت کی۔ وَجِيْهًا : باعزت صاحبِ وجاہت

قَوْلًا سَدِيْدًا : سیدھی بات غیر مبہم جس میں کوئی پیچیدگی باقی نہ ہے اور جس کا مفہوم واضح ہو۔

عَرَضْنَا : ہم نے پیش کیا اَشْفَقْنَ : وہ ڈر گئیں

ظَلُوْمًا جَهُوْلًا :- بڑا ظالم اور جاہل

اَلتَّمَارِيْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اس سبق کی آیات میں اہل ایمان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثال دے کر کیا بات سمجھائی گئی ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ : قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا کا مفہوم بتایئے اور ہمارے لیے اِس میں کیا رہنمائی ہے ؟

الدَّرسُ السَّابِعُ (الف)

سُورَةُ الْمُمْتَحِنَةِ :

(آیات - ۱ تا ۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا

مومنو! اگر تم میری راہ میں لڑنے اور میری خوشنودی طلب کرنے کے لیے (مکّے سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔ تم تو ان کو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ

جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ

(دین) حق سے جو تمہارے پاس آیا ہے منکر ہیں اور اس باعث سے کہ تم اپنے پروردگار خدائے تعالیٰ پر ایمان لائے ہو پیغمبر کو اور تم کو جلاوطن کرتے ہیں۔ تم ان کی طرف پوشیدہ پوشیدہ

سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ

دوستی کے پیغام بھیجتے ہو جو کُچھ تم مخفی طور پر اور جو علی الاعلان کرتے ہو وہ مجھے معلوم ہے اور جو کوئی

يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝١ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ

تم میں سے ایسا کرے گا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔ اگر یہ کافر تم پر قدرت پالیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں اور ایذا کے لیے تم پر ہاتھ (بھی) چلائیں

اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝٢ؕ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ

اور زبانیں (بھی) اور چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ۔ قیامت کے دن نہ تمہارے رشتے ناطے کام آئیں گے اور نہ اولاد۔

يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝٣ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ

اُس روز وہی تم میں فیصلہ کریگا۔ اور جو کُچھ تم کرتے ہو خُدا اس کو دیکھتا ہے۔ تمہیں ابراہیم اور ان کے رفقاء کی نیک چال چلنی (ضرور) ہے۔

مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا

جب انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم سے اور ان (بُتوں) سے جن کو تم خُدا کے سوا پوجتے ہو بے تعلق ہیں (اور) تمہارے (معبودوں کے کبھی) قائل نہیں (ہو سکتے)

وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ

اور جب تک تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کُھلم کُھلی عداوت اور دشمنی رہے گی۔ ہاں ابراہیم نے اپنے باپ سے یہ (ضرور) کہا کہ میں آپ کے لیے مغفرت مانگوں گا

لَكَ وَمَآ اَمۡلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ‌ؕ رَبَّنَا عَلَيۡكَ تَوَكَّلۡنَا وَاِلَيۡكَ اَنَـبۡنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۴﴾

اور میں خُدا کے سامنے آپکے بارے میں کسی چیز کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے پروردگار تجھ ہی پر ہمارا بھروسہ ہے اور ہم تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیرے ہی حضور میں (ہمیں) لوٹ جانا ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّـلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَاغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَا‌ ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۵﴾ لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ

اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کے ہاتھ سے عذاب نہ دلانا۔ اور اے پروردگار ہمارے ہمیں معاف فرما۔ بیشک تو غالب حکمت والا ہے۔ تم مسلمانوں، کو یعنی جو

فِيۡهِمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ‌ ؕ وَمَنۡ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿۶﴾ ع

کوئی خُدا (کے سامنے جانے) اور روز آخرت (کے آنے) کی اُمید رکھتا ہوُ اُسے ان لوگوں کی نیک چال چلنی (ضرور) ہے۔ اور جو روگردانی کرے تو خُدا بھی بے پروا اور سزاوارِ حمد وثناء ہے۔

اَلۡكَلِمَاتُ وَالتَّرَاكِيۡبُ

تُلۡقُوۡنَ : تم ڈالتے ہو

تُسِرُّوۡنَ : تم چھپاتے ہو

اِنۡ يَّثۡقَفُوۡكُمۡ : اگر وہ تم پر قابو پا جائیں

بُرَءٰٓؤُا : بے زار

اَلتَّمَارِيۡنُ

اَلسُّؤَالُ الۡاَوَّلُ : قرآنِ حکیم کی ان آیات کی روشنی میں اہلِ ایمان کا اسلام دشمن کافروں کے ساتھ کیا رویّہ ہونا چاہیے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِيۡ : اس سبق میں دشمنانِ حق کی کن باتوں کے سبب انہیں دوست اور رازدان بنانے سے منع کیا گیا ہے؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : جب اہلِ کفر مسلمانوں پر غلبہ پا لیتے ہیں تو ان کا اہلِ ایمان کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے؟

اَلسُّؤَالُ الرَّابِعُ : ان آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کس اُسوۂ حسنہ کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے؟

الدَّرسُ السَّابِعُ (ب)

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ

(آیات ۷ تا ۱۳)

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۷

عجب نہیں کہ خُدا تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تم دشمنی رکھتے ہو دوستی پیدا کر دے اور خُدا قادر ہے اور خُدا بخشنے والا مہربان ہے۔

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ

جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے

وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۸ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ

سے خُدا تم کو منع نہیں کرتا۔ خُدا تو انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ خُدا اُنہی لوگوں کے ساتھ تم کو دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے

وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۹

میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی مدد کی۔ تو جو لوگ ایسوں سے دوستی کریں گے وہی ظالم ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ

مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں تو اُن کی آزمائش کر لو (اور) خُدا تو اُن کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔

فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ

سو اگر تم کو معلوم ہو کہ مومن ہیں تو اُن کو کفّار کے پاس واپس نہ بھیجو۔ کہ نہ یہ ان کو حلال ہیں اور نہ وہ اُن کو جائز اور جو کُچھ انہوں نے

وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا

(ان پر) خرچ کیا ہو وہ ان کو دیدو۔ اور تم پر کُچھ گناہ نہیں کہ ان عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کر لو اور کافر عورتوں کی ناموس کو قبضے میں نہ رکھو

بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

(یعنی کفار کو واپس دے دو) اور جو کُچھ تم نے ان پر خرچ کیا ہو تم ان سے طلب کر لو اور جو کُچھ انہوں نے (اپنی عورتوں پر) خرچ کیا ہو وہ تم سے طلب کر لیں۔ یہ خدا کا حکم ہے جو تم میں فیصلہ کیے دیتا ہے۔

حَكِيْمٌ ۱۰ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ

اور خُدا جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت تمہارے ہاتھ سے نکل کر کافروں کے پاس چلی جائے (اور اس کا مہر وصول نہ ہوا ہو) پھر تم ان سے جنگ کرو

مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ

اوران سے تم کو غنیمت ہاتھ لگے تو جن کی عورتیں چلی گئی ہیں اُنکو (اس مال میں سے) اتنا دیدو جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اور خُدا سے جس پر تم ایمان لائے ہو ڈرو۔ اے پیغمبرؐ جب تمہارے پاس مومن عورتیں

یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ

اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ خُدا کے ساتھ نہ تو شرک کریں گی، نہ چوری کریں گی، نہ بدکاری کریں گی، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی

بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ

نہ اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان باندھ لائیں گی، اور نہ نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے لیے خُدا سے

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲﴾ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ قَدْ

بخشش مانگو۔ بیشک خُدا بخشنے والا مہربان ہے۔ مومنو! ان لوگوں سے جن پر خُدا غصّے ہوا ہے دوستی نہ کرو (کیونکہ) جس طرح کافروں کو مُردوں

یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾

(کے جی اُٹھنے) کی اُمید نہیں اُسی طرح اِن لوگوں کو بھی آخرت (کے آنے) کی اُمید نہیں۔

اَلْکَلِمَاتُ وَالتَّرَاکِیْبُ

عَادَیْتُمْ : تم نے دشمنی مول لی۔ — اَنْ تَبَرُّوْا : کہ تم نیکی (بھلائی) کرو

ظٰهَرُوْا : انہوں نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ — فَامْتَحِنُوْهُنَّ : تم ان کی آزمائش کرلو

حِلٌّ : حلال — عِصَمِ : عزت وناموس

اَلْکَوَافِرِ : کافر عورتیں — فَعَاقَبْتُمْ : پھر تمھاری نوبت آئے

یُبَایِعْنَ : وہ بیعت کرتی ہیں — قَدْ یَئِسُوْا : وہ مایوس ہو گئے

اَلتَّمَارِیْنُ

اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ : اِن آیات کی روشنی میں بتائیے اللہ تعالیٰ نے کس طرح کے کفّار کے ساتھ عدل واحسان کی اجازت دی ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّانِیْ : اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرکے آنے والی مومن عورتوں کے بارے میں اہلِ ایمان کو کیا تلقین فرمائی ہے ؟

اَلسُّؤَالُ الثَّالِثُ : نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو مومن عورتوں سے کن باتوں پر بیعت لینے کے لیے کہا گیا ہے ؟

اَلْجزْ ءُ الثَّانِیْ

مِنْ هَدْیِ الْحدِیْثِ

1- اَفْضَلُ الْاَ عْمَالِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْاِ سْتِغْفَارُ

ترجمہ: سب سے زیادہ فضیلت والاعمل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہاوربہترین دعااستغفار ہے۔

تشریح: حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی اس حدیث مبارکہ کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے اقرار کوسب سے زیادہ فضیلت والاعمل قرار دیا گیا ہے۔جبکہ دوسرے حصے میں استغفار یعنی اللّٰہ کے حضوراپنی غلطیوں اور گناہوں کی معافی طلب کرنے کوسب سے فضیلت والی دعاقرار دیا گیاہے۔

حدیث کے پہلے حصے میں ارشاد ہے: **اَفْضَلُ الْاَ عْمَالِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** یعنی اللّٰہ کے سوا کسی دوسرے کو الٰہ نہ ماننے کا اقرار اور اپنے عمل سے اس عقیدے کا اظہار سب سے فضیلت اور عظمت والاعمل ہے۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه میں لفظ اِلٰـه سے مراد ایسی ذات ہے جس کی عبادت کی جائے ،جس سے بے پناہ محبت اور عقیدت ہووہ اللّٰہ ہی کی ذات ہے،جس نے ہمیں پیدا کیا،ہمیں عقل اور بصیرت عطا کی،ہمیں نہ صرف زندگی دی بلکہ زندگی کی تمام نعمتیں عطا کیں۔ہمیں چاہیے کہ اپنے قول اور فعل سے اسی ذات کو اِلٰــه مانیں،اسی کی عبادت کریں اوراسی سے سب سے زیادہ محبت کریں۔

حدیث کے دوسرے حصے میں ارشاد ہے: اَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْاِ سْتِغْفَارُ یعنی بہترین دُعااللّٰہ سے اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کی معافی مانگنا ہے۔انسان بعض اوقات دنیا کی ظاہری رنگینیوں میں کھوکراپنے خالق و مالک کی رضا کے خلاف کسی غلطی یا گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہےلہٰذا اللّٰہ کو الٰہ ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی غلطی یا گناہ پر نادم اور شرمندہ ہو کر اللّٰہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے کیونکہ اُخروی نجات اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اللّٰہ تعالیٰ ہماری غلطیوں اور گناہوں کو معاف نہ کردے۔اب اگر کوئی اللّٰہ کی نگاہ میں پسندیدہ اور محبوب بننا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ چلتے پھرتے،اٹھتے بیٹھتے دل و جان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کا اظہار کرتا رہے۔

2- طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ۔

ترجمہ: علم کی طلب ہرمسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔

تشریح: انسانی فطرت کا بنیادی تقاضا ہے کہ اسے اپنی ذات اور کائنات کے بارے میں ہر اچھی اور بری بات کا علم ہو۔اس کے بغیر نہ تو انسان دنیا میں ترقی کرسکتا ہے اور نہ ہی اپنے خالق و مالک کا قُرب حاصل کرسکتا ہے۔انسان کی اسی بنیادی ضرورت کے پیشِ نظر حضوراکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اس حدیث میں علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر لازمی قرار دیا ہے۔جبکہ ہمارے ملک میں لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کی تعلیم کا تناسب نصف ہے۔لڑکیوں کے مدارس کی تعداد بھی آدھی ہے۔

حضوراکرم صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم کے ارشادِ گرامی پر عمل کے لیے ضروری ہے کہ ہم لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر بھی پوری توجہ دیں تاکہ کوئی بچی اَن پڑھ اور جاہل نہ رہے۔

انسان اس وقت تک اپنے مقام اور اللّٰہ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو جان نہیں سکتا جب تک وہ علم کی جستجو کی راہ پر گامزن نہ ہو۔دوسری بات

یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اپنے فرائض و ذمہ داریوں کے متعلق جواب دہی کرنی ہے اس لیے ہر نیکی اور گناہ کا، اچھائی اور برائی کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے تب ہی ہم دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور آخرت میں اللّٰہ تعالیٰ کی عدالت میں بھی سرخرو ہو سکتے ہیں۔

3- خَيْرُ كُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ۔

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اسے (دوسروں کو) سکھایا۔

تشریح: قرآن حکیم کلامِ الٰہی ہے جس کا موضوع انسان ہے۔ یہ کتاب محض نماز اور روزے کی تعلیمات پر مشتمل نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں خواہ وہ دنیاوی ہوں یا اخروی، معاشی ہوں یا معاشرتی، سیاسی ہوں یا سائنسی سب کے بارے میں تا ابد رہنمائی رکھتی ہے۔ ہم آخرت میں بھی اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک ہم اپنی دنیاوی زندگی کو قرآنی تعلیمات کے سانچے میں نہیں ڈھال لیتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید پڑھیں، سمجھیں اور عملی زندگی میں اس کی پیروی کریں نیز دوسروں کو اس کا پیغام پہنچائیں اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔

4- مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً فَتَحَ اللّٰهُ لَهٗ بَاباً مِّنَ الْعَافِيَةِ۔

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللّٰہ نے اس کے لیے عافیت کا ایک دروازہ کھول دیا۔

تشریح: نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم محسنِ انسانیت ہیں۔ آپ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم نے بنی نوع انسان کو دُنیا اور آخرت میں کامیابی کا راستہ دکھایا، اپنی زندگی اور عمل سے ہمارے لیے اسوۂ حسنہ پیش کیا، انسان پر حضور صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کے احسانات کا تقاضا ہے کہ ہر چیز سے بڑھ کر آپ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم سے محبت کی جائے جس کی عملی شکل یہ ہے کہ آپ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور محبت وعقیدت کے اظہار کے طور پر آپ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم پر درود وسلام بھیجا جائے۔ قرآن حکیم میں سورہ الاحزاب میں ارشاد ہے۔ ''بے شک اللّٰہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجا کرو''۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجنے کی ہمیں اللّٰہ کی طرف سے بھی تاکید ہے۔ درود بھیجنے کا صلہ نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم نے خود اس حدیث میں ارشاد فرما دیا کہ مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجنے کے بدلے میں اللّٰہ تعالیٰ اس شخص کے لیے عافیت کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے۔

5- لَا يُؤْمِنُ اَحَدُ كُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبِعاً لِّمَا جِئْتُ بِهٖ۔

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس (تعلیم) کے مطابق نہ ہو جائے، جو میں لایا ہوں۔

تشریح: انسان کی فطرت میں نیکی یا بدی، دونوں کا شعور رکھا گیا ہے اس لیے اسے چاہیے کہ وہ ارادہ واختیار کے باوجود برائی یا گناہ کے کاموں سے اجتناب کرے دوسرا یہ کہ اپنے جذبات، احساسات اور خیالات کو اللّٰہ کے رسول صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کی مرضی کے مطابق ڈھال لے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا نہیں کرتا تو گویا وہ ایمان کی لذت سے ناواقف ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس حدیث مبارکہ میں اطاعتِ رسول صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کا پیغام ہے اللّٰہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے ''جس نے میرے نبی صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کی اس نے گویا میری اطاعت کی''۔

6- مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَ اَعْطٰى لِلّٰهِ وَ مَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِ يْمَانَ۔

ترجمہ: جس نے اللّٰہ کے لیے محبت کی اور اللّٰہ کے لیے بغض رکھا اور اللّٰہ کی رضا کے لیے عطا کیا اور اللّٰہ کے لیے روکا، تو اس نے ایمان مکمل کر لیا۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں تکمیل ایمان کے چار اصول بیان کیے گئے ہیں:۔

1- انسان کسی سے محبت کرے تو اللّٰہ کے لیے۔

2- کسی سے بغض رکھے تو محض اللّٰہ کے لیے۔

3- انسان کسی کو کچھ عطا کرے تو اللّٰہ کے لیے۔

4- اور کسی کو عطا کرنے سے ہاتھ روک لے تو وہ بھی محض اللّٰہ کے لیے۔

حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس حدیث میں ان چاروں اعمال کو ایمان کی تکمیل قرار دیا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ چونکہ انسان سے بے حد محبت رکھتا ہے لہٰذا انسان کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی محبتوں اور الفتوں کا مرکز اللّٰہ کی ذات ہی کو رکھے۔ دنیا میں جس سے محبت رکھے محض اللّٰہ کی رضا کے لیے۔ اس کے علاوہ اوّل تو کسی سے بغض نہ رکھے اور اگر کسی سے بغض ہو بھی تو اس کی بنیاد محض یہ ہو کہ اللّٰہ تعالیٰ اس شخص کو ناپسند کرتا ہے، لہٰذا جب کسی سرکش و ظالم کو اللّٰہ پسند نہیں کرتا تو ہم کیوں کریں؟ اس کے علاوہ اگر کسی کو مال عطا کریں تو اس کی بنیاد بھی ریاکاری یا دنیاوی غرض نہ ہو بلکہ اللّٰہ کی رضا ہو اور اگر کسی سے ہاتھ روکیں تو محض اس لیے کہ اس سے اللّٰہ نے ہاتھ روکنے کا حکم دیا ہے۔

7- لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْ حَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَ قِّرْ كَبِيْرَنَا۔

ترجمہ: وہ ہم میں سے نہیں، جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے۔

تشریح: انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے اللّٰہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہونا چاہیے۔ اس بنا پر انسان سے یہ توقع کی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر اپنے خالق کی صفات پیدا کرے اور اپنے قول و فعل سے ان کا اظہار بھی کرے۔ مثلاً اللّٰہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ وہ عادل ہے اس لیے انسان عدل کرے، اللّٰہ تعالیٰ درگزر کرتا ہے۔ انسان کو بھی چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کی خطاؤں اور غلطیوں سے درگزر کرے۔

رحم کرنا اللّٰہ تعالیٰ کی سب سے غالب صفت ہے۔ نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس حدیث میں خاص طور پر اس صفتِ رحمت پر زور دیا گیا ہے۔ رحم کے زیادہ حق دار ہمیشہ چھوٹے ہوا کرتے ہیں اور بالعموم بڑے عزت و تکریم کے حق دار ہوتے ہیں اس لیے نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اتنی تاکید کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں یعنی وہ میرے سایۂ شفقت سے محروم رہے گا۔ بچوں کو مناسب تعلیم و تربیت سے محروم رکھنا انھیں شفقت سے محروم کرنا ہے۔ ظلم یہ ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت کے بجائے انھیں چھوٹی سی عمر میں جسمانی مشقت کے کاموں میں لگا دیا جاتا ہے۔ اس لیے ہم اگر حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وعید سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم بچوں کی مناسب تعلیم اور ضروری تربیت کا فرض پورا کریں۔

8- اَلرَّاشِیُ وَ الْمُرْتَشِیُ كِلَا هُمَا فِی النَّارِ۔

ترجمہ: رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں آگ میں ہیں۔

تشریح: رشوت کا چلن کسی قوم میں اس وقت عام ہوتا ہے، جب عدل و انصاف ختم ہو جائے اور لوگوں کو ان کے حقوق جائز طریقے سے نہ مل سکیں۔ کسی قوم کی یہ حالت اس کے معاشرتی بگاڑ اور ظلم کی ایک نہایت خراب صورت ہے۔ جس معاشرے میں انسانوں کے جائز حقوق کی راہ میں ظالم اہلکاروں کے ناجائز مطالبے حائل ہو جائیں، وہاں امن و سکون بھلا کیسے قائم رہ سکتا ہے۔ اسی لیے رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں

ہی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ جہنم کی آگ کا ایندھن ہیں۔ یہاں پر توجہ طلب بات یہ ہے کہ رشوت دینے والے کا ذکر پہلے ہوا ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ رشوت دینے والا بھی اس گناہ کی سزا سے بچ نہیں سکتا۔

9- مَنْ نَّصَرَ قَوْ مَهٗ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَا لْبَعِيْرِ الَّذِىْ رَدٰى فَهُوَ يُنْزَ عُ بِذَ نَبِهٖ۔

ترجمہ: جس شخص نے کسی ناجائز معاملے میں اپنی قوم کی مدد کی تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کنوئیں میں گر رہا ہو اور وہ اس کی دم پکڑ کر لٹک جائے تو خود بھی اس میں جا گرے۔

تشریح: اس حدیث میں اسلامی اخوت کی بربادی اور اسلامی معاشرے کی تباہی کا ایک بڑا سبب بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جو شخص کسی جھوٹے اور ناحق معاملے میں اپنی قوم قبیلے کا ساتھ دیتا ہے تو وہ اپنی قوم کے ساتھ اپنے آپ کو بھی تباہ و برباد کرتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم بھلائی اور نیکی کے کاموں میں قوم اور نسل یا زبان اور علاقے کی تفریق کے بغیر سچ اور حق کا ساتھ دیں اور ناجائز کام میں کسی کا ساتھ نہ دیں، چاہے وہ اپنا کنبہ اور قبیلہ ہی کیوں نہ ہو۔

10- اِنَّ اَكْمَلَ الْمُؤْ مِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔

ترجمہ: یقیناً مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے، جو اُن میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھا ہے۔

تشریح: انسانی شخصیت کی اصل تصویر ایک آئینہ بھی اتنی صاف پیش نہیں کرتا جتنا اس کا اخلاق۔ جب ایک انسان دوسرے سے معاملات کے دوران حسنِ خلق سے پیش آتا ہے تو اس کی شخصیت کا ظاہر اور باطن مکمل طور پر واضح ہو جاتا ہے۔

حُسنِ خُلق ہی ایک ایسا عمل ہے جس سے آپس کی نفرتوں کو نہ صرف محبتوں میں بدلا جا سکتا ہے بلکہ دشمنوں کے دل میں بھی گھر کیا جا سکتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعوتِ حق کے دوران عام طور پر تمام عمر اور مکی زندگی میں خاص طور پر صرف حُسنِ خُلق ہی کے ہتھیار سے اپنے بڑے سے بڑے دشمن کو زیر کیا۔ ویسے تو حُسنِ خُلق کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کو اپنانا چاہیے۔ مگر مسلمانوں کے لیے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حُسنِ خُلق کو ایمان کی تکمیل کا پیمانہ قرار دیا ہے۔ حُسنِ اخلاق دراصل روزمرہ زندگی میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اپنے نفس اور مخلوقِ خدا کے ساتھ ایک مسلمان کے طرزِ عمل اور رویے کا نام ہے۔ اگر یہ طرزِ عمل اور رویہ اچھا ہے اور شریعت کے اصولوں کے مطابق ہے تو اسے حُسنِ اخلاق کہا جائے گا اور اگر یہ طرزِ عمل اور رویہ اچھا نہیں تو اس کو برا اخلاق کہا جائے گا۔

11- اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ وَ مَنْ اَقَا مَهَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّ يْنَ وَمَنْ هَدَ مَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّيْنَ۔

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اسے قائم کیا اس نے گویا دین کو قائم کیا اور جس نے اسے ڈھا دیا اس نے گویا دین کو ڈھا دیا۔

تشریح: اس حدیث میں دین کو ایک عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے جس کا ستون نماز ہے۔ جس نے اس ستون کو قائم رکھا گویا اس نے دین کی عمارت کو قائم رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا، تو اس نے گویا پورے دین ہی کی عمارت کو ڈھا دیا۔ اس سے نماز کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ ہر مسلمان کے لیے روزانہ پانچ مرتبہ ایمان کے امتحان کا موقع آتا ہے۔ مؤذّن اسے نماز اور فلاح کی طرف بلاتا ہے۔ اگر وہ اس پکار پر لبیک کہتا ہے تو گویا وہ اپنے ایمان کی صداقت کی گواہی دیتا ہے۔ اس کے علاوہ نماز ہی وہ عمل ہے، جس کے ذریعے اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور رابطہ قائم رہتا ہے جو ترکِ نماز سے کمزور ہو جاتا ہے۔

12- اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِکَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِ مَامُ یَخْطُبُ فَقَدْلَغَوْتَ۔

ترجمہ: جب تم نے جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے یہ کہا ''خاموش ہو جاؤ'' جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو، تو تم نے فضول بات کی۔

تشریح: علم کا پہلا ادب یہ ہے کہ علم کی بات کو خاموشی اور توجہ سے سنا جائے۔ وعظ ونصیحت سے فائدہ اٹھانے کے لیے بھی ضروری ہے کہ سب سے پہلے اسے توجہ سے سنا جائے، اگر کوئی بات دھیان سے سنی ہی نہ جائے تو اسے سمجھنا بھی ناممکن ہوگا اور پھر اس پر عمل کیونکر ہو سکے گا۔ چنانچہ تاکید فرمائی گئی ہے کہ جمعہ کا خطبہ جو کہ اسلامی تعلیمات کے بارے میں رہنمائی کا ذریعہ ہے اسے خاموشی اور توجہ سے سنا جائے۔ اس حدیث میں ایک اور اشارہ ہے کہ جمعہ کے خطبے کے دوران یہ بھی روا نہیں کہ اس دوران اگر کوئی شخص بول رہا ہو تو اسے منع کیا جائے۔ کیونکہ اس سے بھی لوگوں کی توجہ دوسری طرف منتقل ہو سکتی ہے اور ان کے سننے کا عمل بھی متاثر ہو سکتا ہے۔

13- مَنْ تَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِتَّخَذَ جَسْرًا اِلٰی جَهَنَّمَ۔

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں پر سے پھلانگ کر گیا (گویا) اس نے جہنم کی طرف پُل بنایا۔

تشریح: اس حدیث میں آدابِ جمعہ، آدابِ مجلس، احترامِ انسانیت، تہذیب وسلیقہ اور نظم وضبط کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ معاشرت کی مندرجہ بالا تمام خوبیوں کے بارے میں ایک جامع تعلیم دینے کے لیے آدابِ نمازِ جمعہ کو موضوع بنایا گیا ہے کہ جب جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہو تو بعد میں آنے والے پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے نہ جائیں کیونکہ یہ بات آدابِ مجلس کے خلاف ہے اور پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کے احترام کے بھی خلاف ہے نیز تہذیب وسلیقہ کے بھی منافی ہے۔ لہٰذا شائستگی کے ساتھ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہیے۔

14- اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَأْتُوْ هَا تَسْعَوْنَ وَاْ تُوْ هَا تَمْشُوْنَ وَ عَلَیْکُمُ السَّکِیْنَةُ فَمَا اَ دْرَ کْتُمْ فَصَلُّوْا وَ مَا فَا تَکُمْ فَاَ تِمُّوْا۔

ترجمہ: جب نماز کھڑی ہو جائے تو اس کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آؤ، بلکہ اطمینان (اور وقار) سے چلتے ہوئے آؤ۔ جو (نماز) تم پالو اسے ادا کر لو اور جو تم سے رہ جائے، اسے پورا کر لو۔

تشریح: اس حدیث میں باجماعت نماز کے آداب کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔ وہ یہ کہ اوّل تو ہم باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے وقت پر مسجد پہنچیں اور تکبیرِ اُولیٰ میں شریک ہوں اور بالفرض کسی مجبوری کی وجہ سے کوئی شخص تکبیرِ اُولیٰ سے رہ جائے یا مسجد میں تاخیر سے پہنچے اور نماز ادا ہو رہی ہو تو بھاگتے دوڑتے جماعت میں شامل ہونے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے بلکہ ہر ممکن وقار اور متانت کا خیال رکھنا چاہیے۔ سلیقہ یہ ہے کہ شائستگی کے ساتھ چل کر آرام سے جماعت میں شامل ہو جائیں۔ جتنی رکعتیں جماعت کے ساتھ نصیب ہو جائیں ان کو جماعت کے ساتھ پورا کر لیں باقی کو بعد میں پورا کر لیا جائے لیکن بھاگتے دوڑتے اس لیے جانا کہ جلدی سے جماعت میں شریک ہو جائیں اور کوئی رکعت چھوٹ نہ جائے یہ ناشائستہ عمل اللہ تعالیٰ کو ناپسند اور خانہ خدا کے آداب اور انسانی وقار کے خلاف ہے۔

15- مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ اِیْمَاناً وَّ اِ حْتِسَا بًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

ترجمہ: جس نے ایمان اور اجر کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور اس (کی راتوں) میں قیام کیا۔ اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے گئے۔

تشریح: روزہ دینِ اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ اس مہینے میں انسان کے اندر دینی مزاج اور صبر وتقویٰ پیدا کرنے کے لیے مخصوص دینی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ اس ماہ کو نیکیوں کی فصلِ بہار قرار دیا جا سکتا ہے۔ رمضان کے پورے مہینے کے روزے فرض کر دیے گئے ہیں۔ اب جو کوئی ایمان کے

تقاضوں کی تکمیل میں اور بارگاہِ الٰہی سے ثواب کی امید کے ساتھ روزے رکھے اور اس ماہ مبارک کی راتوں میں اپنے رب کے حضور قیام کرے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

16- لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ اِفْطَارِهٖ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ۔

ترجمہ: روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اس کے افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

تشریح: روزہ بظاہر ایک مشقت والی عبادت ہے۔ لیکن حقیقت میں اپنے مقصد اور نتیجے کے لحاظ سے یہ دنیا میں موجبِ راحت اور آخرت میں باعثِ رحمت ہے۔ روزہ دار دن بھر اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ لیکن افطار کے وقت اس کے لیے ایک خوشی کا سامان ہے کہ جب وہ بھوک پیاس کی حالت میں اللّٰہ کی نعمتوں سے فیض یاب ہوتا ہے تو اسے ایک عجیب فرحت و مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آخرت میں جب وہ اپنے رب کا دیدار کرے گا تو اس وقت اس کی خوشی کی کوئی حد نہ ہوگی۔

17- مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ فَقَضٰى مَنَا سِكَهٗ وَسَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

ترجمہ: جس نے بیت اللّٰہ کا حج اور اس کے مناسک (پورے) ادا کیے اور مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے محفوظ رہے تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے گئے۔

تشریح: حج بھی اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ ہر صاحبِ استطاعت مسلمان مرد اور عورت پر زندگی میں ایک بار بیت اللّٰہ کا حج فرض ہے۔ حج کے سلسلے میں مکہ میں دنیا بھر کے مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے۔ لہٰذا اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ اس موقع پر صبر و تحمل، عفو و درگزر اور ایثار سے کام لیا جائے۔ اپنے کسی مسلمان بھائی کی زبان سے دل آزاری کی جائے نہ ہاتھ سے اسے کوئی تکلیف پہنچائی جائے۔ اس حدیث میں یہی بات کہی گئی ہے کہ جو حج اس اہتمام سے کیا جائے گا، اس کے نتیجے میں انسان کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

18- مَنْ اِغْبَرَّتْ قَدَ مَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّ مَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔

ترجمہ: جس کے قدم اللّٰہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے، اللّٰہ نے اسے آگ پر حرام کر دیا۔

تشریح: بندہ اپنے رب کی خوشنودی کے لیے جو بھی مشقت اور تکلیف برداشت کرتا ہے، اس پر اس کے لیے اجر ہے اور جو قدم اللّٰہ کی راہ میں اٹھتا ہے، وہ اس کے لیے مغفرت اور بلندیِ درجات کا باعث بنتا ہے۔ علم کی طلب، نماز کی ادائیگی، مسلمان بھائی کی مدد یا عیادت وغیرہ کے لیے اپنے قدم غبار آلود کرنا بھی فلاح و کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اگر کوئی شخص اللّٰہ کے دین کی دعوت و تبلیغ کے لیے نکلے تو اس کے ہر قدم پر نیکی ہے۔ اگر کوئی مسلمان جہاد فی سبیل اللّٰہ کے عزم سے چلے تو یہ ایسا پسندیدہ عمل ہے کہ اس راستے میں اس کے غبار آلود ہونے والے قدموں کی وجہ سے اللّٰہ تعالیٰ جہنم کی آگ اس پر حرام کر دیتا ہے۔

19- كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ۔

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔

تشریح: ذمہ داری اور نگہبانی ایک ایسا فرض ہے، جو کسی بھی انسان کے لیے معاف نہیں ہے۔ حکمران اپنی رعایا کے حقوق کی نگہداشت اور ان کی فلاح و بہبود کا ذمہ دار ہے۔ ماں باپ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں جواب دہ ہیں، حتیٰ کہ کسی دفتر کا ایک کارکن بھی اپنے کاموں کا ذمہ دار

ہے اور اس سلسلے میں اسے بھی اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہونا پڑے گا۔ لہٰذا لازم آتا ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو دیانت اور محنت سے ادا کریں۔

20- خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ۔

ترجمہ: لوگوں میں اچھا وہ ہے، جو لوگوں کو نفع دیتا ہے۔

تشریح: قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ اس دنیا میں عزت اور کامیابی انھی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے، جو خلقِ خدا کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اس حدیث میں اسی بات کی وضاحت کی گئی ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ تعلیم کے ذریعے بھی لوگوں کو نفع پہنچائیں۔ ماحول کو صاف ستھرا رکھنا بھی انسانی بہبود کے لیے ضروری ہے۔ پڑوسیوں کا خیال رکھنا، انہیں اذیت اور تکلیف میں مبتلا ہونے سے بچانا بھی ان کے حقوق کی پاسداری اور انہیں فائدہ پہنچانا ہے۔ درخت لگانے سے ماحول کی آلودگی کو کم کیا جا سکتا ہے۔ درخت بارش کا سبب بنتے ہیں اور ہوا کو صاف کرتے ہیں۔ ان سب پہلوؤں سے مخلوقِ خدا کی خدمت کرنا خیر النّاس بننے کا بہترین طریقہ ہے۔

اَلْجُزْءُ الثَّالِثُ

موضوعاتی مطالعہ

1- قرآن مجید (تعارف، حفاظت اور فضائل)

تعارف

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، اس کی جسمانی اور فطری ضروریات پوری کرنے کے لیے مادی وسائل پیدا کیے اور اس کے ذہن اور روح کی رہنمائی کے لیے بھی اہتمام فرمایا۔ خود انسان کو خیر اور شر میں فرق کرنے کی صلاحیت اور ضمیر کی آواز عطا فرمائی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامل رہنمائی کے لیے انبیاء کرام مبعوث فرمائے اور ان پر کتابیں نازل فرمائیں۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، تمام بنی نوع انسان کے لیے ہدایت کا دائمی ذریعہ ہے اور تمام سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پچھلی امتوں کے لیے بھی انبیاء مبعوث فرمائے تھے اور ان میں سے بعض پر اپنی کتابیں بھی نازل فرمائی تھیں۔ لیکن ان انبیاء کی تعلیمات اور ان پر نازل شدہ کتابیں اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْکَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّ قًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (المائدہ:48)

ترجمہ: ''اور تمھاری طرف ہم نے یہ کتاب نازل کی ہے۔ یہ حق لے کر آئی ہے۔ اس سے پہلے جو آسمانی کتابیں آئیں ان کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ونگہبان ہے۔''

قرآن مجید کو پچھلی کتابوں کے لیے مُهَيْـمِـنٌ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کتابوں میں جو تعلیمات اور عقائد اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہ سکے انھیں قرآن مجید نے اپنے اندر از سرِ نو بیان کر کے محفوظ کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کی تعلیمات پر پورے اطمینان سے ہر زمانے میں عمل کیا جا سکتا ہے۔

قرآن کریم انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق رہنمائی کرتا ہے۔ اس میں انسانی زندگی کی حقیقت، خیر وشر، حلال وحرام، اخلاقی تعلیمات، غرض زندگی کے ہر پہلو کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔ اس میں انسان کی آخرت کی زندگی کے متعلق بھی تفصیلی معلومات ہیں اور اس زندگی کی اہمیت کو نہایت پُر تاثیر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن پاک انسان کی انفرادی زندگی، اس کے اجتماعی ومعاشرتی حقوق وفرائض، اس کے معاشی واقتصادی امور کے متعلق بنیادی ہدایات، سیاسی اور بین الاقوامی معاملات اور اخلاقی رویوں کے متعلق جامع تعلیمات پیش کرتا ہے، غرض قرآن کریم انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں ضروری معلومات اور رہنمائی کا خزینہ ہے اور اس میں وہ تمام باتیں وضاحت سے بتا دی گئی ہیں جن کا جاننا انسان کے لیے ضروری ہے اور جن کے جاننے کا انسان کے پاس کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔

حفاظت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:9)

ترجمہ: بلاشبہ یہ ذکر ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا قرآن کریم کی حفاظت کا یہ وعدہ اس طرح پورا ہوا کہ پوری دنیا میں موجود قرآن مجید کے نسخوں میں ایک لفظ یا زیر زبر کا بھی فرق نہیں۔

قرآن مجید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وا لہ وسلم پر ایک ہی وقت میں نازل نہیں ہوا بلکہ قریباً تئیس سال میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ جونہی کچھ آیات نازل ہوتیں آپ صلی اللّٰہ علیہ وا لہ وسلم کاتبِ وحی کو بلوا کر لکھوا دیتے اور یہ رہنمائی بھی فرماتے کہ انھیں کون سی سورت میں کن آیات کے ساتھ رکھا جائے۔ مسجد نبوی میں ایک مقام متعین تھا جہاں وہ عبارت رکھ دی جاتی۔ صحابہ کرامؓ اس کی نقل کر کے لے جاتے اور یاد کر لیتے۔ مختلف اوقات خصوصاً پانچوں نمازوں میں اس کی تلاوت کرتے اور اس کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے۔ اس طرح جوں جوں قرآن مجید نازل ہوتا گیا، لکھا بھی جاتا رہا اور حفظ بھی ہوتا رہا۔ اس عمل میں صرف مرد ہی نہیں بلکہ خواتین بھی شامل رہیں۔ حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ وا لہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ہی میں مکمل قرآن کریم اکثر امہات المومنینؓ اہل بیتؓ، صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کو حفظ ہو چکا تھا اور متعدد صحابہ کرامؓ نے اس کی مکمل نقول بھی تیار کر لی تھیں۔

رسول پاک صلی اللّٰہ علیہ وا لہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللّٰہ علیہ وا لہ وسلم کے لکھوائے ہوئے تمام اجزا کو آپ صلی اللّٰہ علیہ وا لہ وسلم کی مقرر کردہ ترتیب کے مطابق یک جا کرا کے محفوظ کر دیا۔ آیات کی ترتیب اور سورتوں کے نام وہی تھے جو رسول اکرم صلی اللّٰہ علیہ وا لہ وسلم نے اللّٰہ کے حکم سے مقرر فرمائے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللّٰہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں اس کی متعدّد نقول تیار کرا کے تمام صوبائی دارالحکومتوں میں ایک ایک نسخہ کے طور پر بھجوا دیں۔

فضائل

قرآن مجید میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ یقینی علم اور حقیقت کی بنیاد پر مبنی ہے اور اس میں کسی شک کا گزر نہیں۔ اس میں ہر زمانے اور ہر خطے کے تمام انسانوں کے لیے مکمل ہدایت اور رہنمائی موجود ہے اور انسان کی دنیا و آخرت کی حقیقی فلاح کا دارومدار اسی پر عمل کرنے میں ہے۔ اس لیے قرآن حکیم کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔ جس طرح یہ کلام تمام کلاموں سے بہتر ہے، اسی طرح وہ انسان بھی تمام انسانوں سے بہتر ہے جو خود بھی اس کا علم حاصل کرے اور اسے دوسروں کو بھی سکھائے۔ ارشاد نبوی ہے:

خَیۡرُکُمۡ مَّنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ وَ عَلَّمَہٗ۔

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ قرآن پاک کا علم حاصل کرنے کی طرف سب سے زیادہ توجہ دیں اور اس کے لیے کسی طرح کی محنت سے دریغ نہ کریں۔

قرآن کریم کی تلاوت بڑی نیکی ہے۔ اس کے ایک ایک حرف کی تلاوت پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس پر عمل کے نتیجے میں اللّٰہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں میں عزت و سرفرازی عطا فرماتا ہے۔ اس سے منہ پھیرنے والے ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان جب تک

قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے، دنیا میں غالب رہے۔ جب انھوں نے اس کی طرف سے غفلت برتی تو عزت و سر بلندی سے محروم ہو گئے۔ یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی ارشاد فرما دی تھی کہ اللہ تعالیٰ بہت سی قوموں کو اس (قرآن) کی وجہ سے سر بلندی عطا فرمائے گا اور (بہت سی) دوسری قوموں کو اس (سے غفلت) کی وجہ سے گرا دے گا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم قران پاک کی تلاوت کریں۔ اس کو سمجھیں اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

مشق

1- قرآن مجید کا مختصر تعارف بیان کریں۔
2- قرآن حکیم کی حفاظت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ بیان کیجئے۔
3- فضائلِ قرآن پر نوٹ لکھیے۔

2- اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت واطاعت

انسان جب اپنے وجوداور کائنات کے اَن گنت مظاہر پرغور کرتا ہے تو اسے یہ دریافت کرنے میں کوئی دِقت محسوس نہیں ہوتی کہ کوئی قدرت رکھنے، پرورش کرنے اور حکمت و دانائی والی ذات ضرور موجود ہے جوان تمام پرحکمران ہے اورانھیں قوت عطا کر رہی ہے اور بڑھنے کی صلاحیت بخش رہی ہےاور یہ کہ وہ قدیر ہے، خالق ہے، رب ہے، حکیم بھی ہے کہ اس قدر وسیع کائنات کوحکمت سے چلا رہا ہے۔ انسان سوچتا ہے کہ جب ایک کرسی، ایک میزاورایک مٹی کا پیالہ بھی بغیرکسی بنانے والے کے تیارنہیں ہوتا تو یہ زمین، یہ آسمان، یہ چاند، یہ سورج، یہ انسان اوراس کے وجود میں یہ بےشمارقوتیں بھی تو کسی خالق کی قدرت، رحمت اور حکمت سے پیدا ہوئی ہوں گی۔ یہ قدرت اور حکمت اس کے وجود کے لیے دلیل بھی ہےاوراس کوتسلیم کرنے سے حیاتِ انسانی اوروجودِ کائنات کا درست ادراک بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جس کی تخلیق کے جلوے ہر جگہ نمایاں ہیں۔انسان کی عظمت اسی میں ہے کہ وہ اپنے خالق کوتسلیم کرے، اس کی محبت میں سرشار رہےاوراس کے احکام پرعمل کرے۔ قرآن مجید نے اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشادفرمایا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ (البقرة:21)

ترجمہ: اے لوگو اپنے اس رب کی عبادت کروجس نے تم کو پیدا کیا۔

اب عبادت اور بندگی کا تقاضا ہے کہ پیدا اس نے کیا تو حکم بھی اسی کا مانو، آنکھ اس نے دی تو اُسی کی رضا کے مطابق دیکھو۔ کان اس نے عطا کیے تو اس کے فرمان کے مطابق سننے کی عادت ڈالو، سوچنے کی قوت اس پروردگار کی ہی عطا کردہ ہے تو ہرلمحہ اس کی ذات، قدرت اوراس کے احکام پرغور کرو۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت

سوچ کا یہ درست زاویہ محبت الٰہی کی دعوت دیتا ہے کہ کسی کا ایک معمولی حسن سلوک ساری عمر کی احسان مندی کا باعث بنتا ہے تو جو زندگی بخشتا ہےاس کے لیے ساری عمر محبت کے جذبے پروان کیوں نہ چڑھیں۔ اسی لیے فرمایا کہ **وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ** (البقرة: 165) جو لوگ ایمان لے آئے وہ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرنے والے ہیں۔ ایمان کی تکمیل محبت کے بغیرممکن نہیں کیونکہ جس عمل میں محبت کی کارفرمائی نہ ہو وہ کھوکھلا اور بےتوفیق ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہےاس کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ سے محبت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس کے احکام کودل سے تسلیم کیا جائے اور پوری دلجمعی سے ان پرعمل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے ہر دور میں انسان کی رہنمائی کے لیے انبیاءکرام علیہم السلام مبعوث فرمائے اوران پاک لوگوں کواپنے احکام، کتابوں یاصحیفوں کی شکل میں عطا فرمائے۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سلسلہءہدایت کے آخری پیغمبر ہیں اورقرآن مجید جو آپؐ پرنازل کیا گیا دائمی ہدایت کی کتاب ہےاورانسان کی فلاح کے لیے آخری پیغامِ عمل ہے جس پرعمل پیرا ہوکر دنیا میں کامیابی اورآخرت میں نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بھی ایمان کا تقاضا ہے۔ قرآن مجید نے اس محبت کا ذکر کیا۔ ارشاد ہوا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب:6)

ترجمہ: ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں کے لیےان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں“

مومنوں کو جان اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت واطاعت میں سے انتخاب کرنا پڑے تو اُن کو جان دے کر بھی محبت کا رشتہ برقرار رکھنا ہے۔ پھر ارشاد ہوا:

لَا تُقَدِّ مُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْ لِہٖ وَاتَّقُوااللّٰہَ (الحجرات: ۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو'

گفتگو میں سلیقہ، عمل میں مطابقت اور رویوں میں اطاعت پیدا ہوگی تو تقویٰ کا حق ادا ہوگا۔ اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات جاننے کی کوشش کی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا یُؤْ مِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّ الِدِہٖ وَوَ لَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی ایمان والا اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اپنے آباء، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں'' پھر فرمایا:

لَا یُؤْ مِنُ اَحَدُ کُمْ حَتّٰی یَکُوْ نَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ۔

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات ان احکام کے تابع نہ ہوجائیں جو میں لایا ہوں''

اس سے معلوم ہوا کہ محبت کا تقاضا ہے کہ

☆ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت میں کوئی اور شریک نہ ہو۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تمام رشتوں اور تمام تعلقات سے بڑھ کر ہو۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا لازمی نتیجہ یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کو تمام ذاتی پسند ناپسند پر ترجیح حاصل ہو۔ اسی کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَطِیْعُوااللّٰہَ وَاَ طِیْعُوا الرَّسُوْ لَ وَلَا تُبْطِلُوْ آ اَ عْمَالَکُمْ (محمد:33)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو'، یعنی اطاعت کے بغیر اعمال ضائع ہوجاتے ہیں۔

اطاعت

اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ تو کیا جاسکتا ہے مگر اس کا ثبوت کیسے دیا جائے؟ یہ سوال ہر انسان کے ذہن میں پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے خود اس کا راستہ بتادیا۔ ارشاد ہوا:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَا تَّبِعُوْ نِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْ بَکُمْ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (آل عمران:31)

ترجمہ: ''کہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا، اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

محبت الٰہی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ہی کا نام ہے۔ اطاعت میں مکمل خودسپردگی درکار ہوتی ہے۔ ظاہری عمل کے پیچھے دِلی چاہت اور قلبی میلان ضروری ہوتا ہے۔ وگرنہ یہ عمل منافقت بن جاتا ہے۔ اس لیے اس پر متنبہ فرماتے ہوئے ارشاد ہوا۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَایُؤْ مِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْ ا تَسْلِیْمًا (النساء:65)

ترجمہ: تمھارے رب کی قسم، یہ لوگ اس وقت تک ایمان والے نہیں جب تک کہ اپنے تنازعات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم نہ مان لیں اور پھر یہ کہ جو فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریں اس پر تنگ دل نہ ہوں بلکہ پورے طور پر اسے تسلیم کر لیں۔

اطاعت واتباع کی عملی شکل سے ایمان کے تقاضے پورے ہوتے ہیں اور تسلیم ورضا کی برکات حاصل ہوتی ہیں۔

ختم نبوت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری انسانیت کے لیے ابدی صحیفہ ہدایت لے کر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے ہدایت کا سلسلہ اپنے اتمام کو بھی پہنچا اور اختتام کو بھی کہ ارشاد ہوا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِ یْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ:3)

ترجمہ: آج میں نے تمھارے لیے دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا''

دین مکمل، نعمت مکمل اور اسلام پر رضائے الٰہی کا واضح اظہار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی اور رسول ہونے کا اعلان ہے کہ اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں رہی اس لیے کہ احکام الٰہی مکمل ہو گئے۔ اب اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تا ابد مشعلِ راہ بنانا ہے اور پیغام الٰہی کو اپنا دستورِ حیات سمجھنا ہے۔ یہ انسانیت کے لیے شرف بھی ہے کہ اب اسے دائمی ہدایت کا اہل گردانا گیا اور اس کو مرکز آشنا کر دیا گیا کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام، علاقوں، قبیلوں یا خاص قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے اس لیے مختلف معاشرے تشکیل پاتے رہے تھے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے بین الاقوامیت کا تصور ابھرا، ایک مرکز، ایک اسوہ اور ایک صحیفۂ ہدایت نے نسلِ انسانی کو وحدت آشنا کر دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:158)

ترجمہ: ''فرما دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں'' اور یہ کہ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّ جَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب:40)

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں''

اب انسان کو ہدایت ایک ہی در سے ملے گی۔ اب پریشان نظری ختم ہوئی۔ اب تلاش کا مرحلہ تمام ہوا۔ سب کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ اس ایمان کو محبت کا جوہر عطا کرنا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت واطاعت اور اتباع سے احکام الٰہی کا پابند بننا ہے۔ اسی میں دنیا کی بھلائی ہے اور اسی میں آخرت کی نجات ہے۔

مشق

1- اللہ تعالیٰ کی محبت سے کیا مراد ہے؟

2- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کیوں ضروری ہے؟

3- قرآن کریم کی کسی ایک آیت کے حوالے سے ختم نبوت کا مفہوم واضح کریں۔

3- علم کی فرضیت وفضیلت

علم کے معنی ہیں جاننااور آگاہ ہونا۔اللّٰہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر بے حد احسانات ہیں۔جن میں سے ایک احسان علم ہے جو اس نے اپنے بندوں کو عطا کیا۔رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اس میں ارشاد ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَo ج خَلَقَ الْاِ نْسَانَ مِنْ عَلَقٍo ج اِ قْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَ کْرَمُo لا

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِo لا عَلَّمَ الْاِ نْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْo ط (العلق: 5-1)

''اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھیے جس نے پیدا کیا۔جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔پڑھیے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا''

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃ" عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔

یعنی ''طلبِ علم ہر مسلمان (مرد عورت) پر فرض ہے''۔اس لیے مسلمان پر لازم ہے کہ وہ طلبِ علم میں کوتاہی نہ کرے۔

علم کی اہمیت

انسان زمین پر اللّٰہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے۔اسے علم ہی کی وجہ سے باقی مخلوقات پر یہ فضیلت حاصل ہے۔علم ہی کی وجہ سے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔اس سے واضح ہوا کہ علم انسان کے لیے عظمت کی بنیاد ہے۔

نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے بارے میں فرمایا کہ:

(اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا)

یعنی میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔آپ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے علم میں اضافے کے لیے یہ دعا فرمایا کرتے:

(رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا)

ترجمہ: میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

عہدِ رسالت میں اشاعتِ علم

علم کی اشاعت کے سلسلے میں نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کوششوں کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد جو کافر قیدی آزاد ہونے کے لیے فدیہ نہ دے سکے ان سے آپ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ وہ دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں، تو انھیں آزاد کر دیا جائے گا۔

آپ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خواتین کو بھی علم حاصل کرنے کی تاکید فرمائی۔آپ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ طلبِ علم ہر مسلمان پر فرض ہے (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) اسی طرح آپ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ علم و حکمت مومن کی متاعِ گم گشتہ ہے جہاں سے میسر ہو، حاصل کرنے کی کوشش کرے کیونکہ وہی اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔

حصولِ علم کی اہمیت

مسلمان کو علم کی طرف سب سے زیادہ توجہ دینی چاہیے۔قرآن نے دین کے بنیادی احکام کے ساتھ ساتھ دنیاوی فلسفۂ تاریخ، غذا اور غذائیت اور سائنسی علوم پر غور وفکر کی بھی دعوت دی ہے۔ رزق حلال بھی اسلام کا تقاضا ہے۔ اس لیے مومن کو معاشی علوم وفنون سے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔ بندۂ مومن کی عبادات کا مقصد تقویٰ اور رضاءِ الٰہی کا حصول ہے۔قرآن میں ارشاد ہے:

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (الفاطر:28)

''اللہ کے بندوں میں سے اہلِ علم ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔'' یہ بھی ضروری ہے کہ جو علم حاصل ہوا ہے۔اسے آگے پھیلایا جائے۔ دیے سے دیے کو جلایا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً

ترجمہ: مجھ سے ایک آیت بھی سنو تو اسے آگے پہنچا دو، اس کی تبلیغ کرو۔

اسی طرح آخری حج کے موقع پر ارشاد فرمایا:

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

ترجمہ: ''جو حاضر ہے وہ اس تک میری یہ تعلیم پہنچا دے جو یہاں نہیں''

اور پھر حصولِ علم کے لیے عمر کی بھی کوئی قید نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ماں کی گود سے قبر میں اترنے تک حصولِ علم کا عمل جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ

ترجمہ: ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو۔ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ مومن علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا، حتیٰ کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

علم کی فضیلت

علم عظمت اور سربلندی کا ذریعہ ہے۔ زیورِ علم سے آراستہ لوگ اللہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عالم اور جاہل برابر نہیں۔قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟ جو لوگ نورِ ایمان سے منور ہو کر علم سے کام لیتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (المجادلة: ١١)

یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جنھیں علم دیا گیا اللہ ان کے درجات بلند فرمائے گا۔ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ وہاں دو مجلسیں ہو رہی تھیں۔ ایک حلقۂ ذکر تھا اور دوسرا حلقۂ علم۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دونوں کی تعریف کی اور پھر علم کی مجلس میں شریک ہوگئے اور فرمایا کہ یہ پہلی مجلس سے بہتر ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جنت کی پھلواریوں میں سے گزرو، تو ان سے جی بھر کر فائدہ اٹھایا کرو۔ صحابہؓ نے پوچھا: جنت کی پھلواریاں کیا ہیں؟ فرمایا: علم کی مجلسیں۔

مندرجہ ذیل چند روایات سے علم کی اہمیت یوں واضح ہوتی ہے:۔

علم حاصل کرو اللہ کے لیے علم حاصل کرنا نیکی ہے۔علم کی طلب عبادت ہے۔اس میں مصروف رہنا،تحقیق اور بحث ومباحثہ کرنا جہاد ہے۔علم سکھاؤ تو صدقہ ہے۔علم تنہائی کا ساتھی،فراخی اور تنگدستی میں رہنما،غم خوار دوست اور بہترین ہم نشین ہے۔علم جنت کا راستہ بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علم ہی کے ذریعے قوموں کو سربلندی عطا فرماتا ہے۔لوگ علماء کےنقشِ قدم پر چلتے ہیں۔دنیا کی ہر چیز ان کے لیے دُعائے مغفرت کرتی ہے۔کیونکہ علم دلوں کی زندگی ہے اور اندھوں کے لیے بینائی ہے۔علم جسم کی توانائی اور قوت ہے۔علم کے ذریعے انسان فرشتوں کے اعلیٰ درجات تک جا پہنچتا ہے۔علم میں غوروخوض کرنا روزے کے برابر ہے۔علم ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی صحیح اطاعت اور عبادت کی جاسکتی ہے۔علم سے انسان معرفتِ الٰہی حاصل کرتا ہے۔اس کی بدولت انسان اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے۔علم ایک پیش رو اور رہبر ہے اور عمل اس کے تابع ہے۔خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو علم حاصل کرتے ہیں اور بدقسمت ہیں وہ لوگ جو اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو درس دیتا ہے کہ علم کی تلاش میں نکلو اور حکمت کے موتی جہاں سے ملیں انھیں حاصل کرو۔علم کی فضیلت اس امر سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ حکومت اور سلطنت سے اسی قوم کو سربلند فرمایا جسے علم وعمل میں برتری حاصل تھی۔اسی اصول کی بنا پر حضرت آدمؑ بھی ملائکہ پر فضیلت لے گئے۔علم ہی کی بنا پر مسلمان تمام دنیا پر چھا گئے تھے۔مگر جب انھوں نے قرآن کی تعلیمات کو چھوڑا اور علم کی روشنی سے دور ہوئے،زوال کا شکار ہو گئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم روزانہ صبح وشام جو دعائیں مانگا کرتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًانَّافِعًا۔

یعنی اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم کی درخواست کرتا ہوں۔اسی طرح یہ بھی مسنون دعا ہے کہ اے اللہ جو علم تو نے ہمیں دیا ہے،اسے ہمارے لیے مفید بنا اور ہمیں ایسا علم عطا فرما جو ہمیں نفع پہنچائے۔ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی علم عطا فرمائے اور اس پر عمل اور اس کی اشاعت کی توفیق بھی نصیب فرمائے (آمین)۔

مشق

1- قرآن کی روشنی میں علم کی اہمیت بیان کریں۔

2- احادیث کی روشنی میں حصولِ علم کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

3- قرآن وحدیث کی روشنی میں علم کی فضیلت بیان کیجئے۔

4- زکوٰۃ

(فرضیت، اہمیت اور مصارف)

فرضیت

زکوٰۃ کے لفظی معنی ہیں پاک ہونا، نشو ونما پانا اور بڑھنا یہ مالی عبادت دین اسلام کا ایک رُکن ہے۔ جو ایک صاحبِ نصاب مسلمان پر اپنے مال میں سے ایک خاص شرح کے مطابق فرض ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے اور آخرت میں اجر وثواب ملتا ہے۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ''اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ'' نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو، کا حکم بار بار دہرایا گیا ہے۔

اہمیت

زکوٰۃ کی اہمیت اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جب ایک مرتبہ ایک گروہ نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام کی تعلیمات دریافت کیں، تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اعمال میں سب سے پہلے نماز اور پھر زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی رحلت کے بعد جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کیا۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف قرآن نے سخت وعید سنائی ہے جس کا اندازہ قرآن مجید کی ان آیات سے لگایا جا سکتا ہے۔

''جو لوگ سونا چاندی سینت سینت کر (جمع کر کے، خزانہ بنا کر) رکھتے ہیں اور اُسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انھیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے۔ اس (قیامت کے) دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس کے ساتھ ان کے چہرے، ان کے پہلو اور ان کی پشتیں داغی جائیں گی۔ (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم اپنے لیے جمع کر کے لائے ہو۔ اب اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے رہے تھے۔ (التوبہ: 34-35)

زکوٰۃ سماجی فلاح و بہبود کا بہترین ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے معاشرے کے محروم اور مفلس لوگوں کی کفالت ہو جاتی ہے اور اس طرح معاشرے میں نفرت و انتقام کی بجائے ہمدردی و احترام اور باہمی محبت کے جذبات کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ زکوٰۃ دینے والے کے دل سے مال کی محبت مٹ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا جذبہ غالب آ جاتا ہے۔ غریبوں سے ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے اور دولت کے گردش میں آنے سے معاشرے کے افراد کی مالی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔

مصارف

قرآن حکیم نے زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کیے ہیں:۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ والْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (التوبة: 60)

''زکوٰۃ تو غریبوں، مسکینوں، زکوٰۃ کے محکمے میں کام کرنے والوں اور ان لوگوں کے لیے ہے جن کے دلوں کو اسلام کی طرف جوڑنا ہے

اور گردن چھڑانے میں (غلاموں کو آزاد کرانا) جو تاوان بھریں (قرض دار) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے سلسلے میں۔ یہ اللہ کی طرف سے ٹھہرایا ہوا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔''

اس آیت کی روشنی میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف یہ ہیں:

1- فُقراء
2- مساکین
3- عاملین (زکوٰۃ کے محکمے کے ملازمین)
4- تالیفِ قلب
5- رقاب
6- غارمین (قرض دار)
7- فی سبیل اللہ
8- ابن السّبیل (مسافر)

زکوٰۃ دیتے وقت پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھا جائے۔ باہر کے لوگوں کو بعد میں دی جائے۔ اسی طرح جو لوگ خود بڑھ کر سوال نہیں کرتے غربت کے باوجود خوددار اور غیرت مند ہوتے ہیں انھیں تلاش کر کے زکوٰۃ وصدقات دیے جائیں۔

مشق

1- زکوٰۃ کا مفہوم اور اس کی فرضیت بیان کیجئے۔
2- زکوٰۃ کی اہمیت پر ایک نوٹ لکھئے۔
3- قرآنی تعلیمات کی روشنی میں زکوٰۃ کے مصارف بیان کیجئے۔
4- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو قرآن نے کیا وعید سنائی ہے؟

5- طہارت اور جسمانی صفائی

اسلام ایک مکمل ضابطہءحیات اور دینِ فطرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس دین میں تمام انسانوں، خاص طور پر مسلمانوں کو تمام چھوٹی اور بڑی باتوں سے قرآن وحدیث کے ذریعے آگاہ کر دیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو آخری نبی بنا کر اپنے دین کو عملی طور پر سمجھا دیا ہے تا کہ ہر چیز واضح ہو جائے۔ چنانچہ طہارت اور پاکیزگی کے بنیادی اصول بتا کر صرف ایک آیت قرآنی اور ایک حدیث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے: **وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْo وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ (المدثر: 4-5)**

''اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور ناپاکی سے دُور رہ''

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا فرمان ہے:

اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ

''طہارت و پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔''

طہارت کے لغوی معنی پاک ہونے کے ہیں۔ آج کے دور میں صفائی کا خیال تو رکھا جاتا ہے اور شریعت کے اصولوں کو اپنائے بغیر عام غسل کرنے کو طہارت کے مفہوم میں لے آتے ہیں۔ حالانکہ طہارت کا شرعی مفہوم بالکل مختلف ہے اور شریعت کے بتائے ہوئے اصولوں اور اس کی شرائط کے مطابق صفائی نہ کی جائے تو طہارت نہیں ہوگی اور طہارت کے نہ ہونے کی وجہ سے کوئی عبادت قبول نہ ہوگی۔

طہارت میں دو چیزیں شامل ہیں:

1- وضو

2- غسل

نماز سے پہلے وضو کرنا لازمی ہے بشرطیکہ جسم اور لباس پاک ہو اور اگر جسم و لباس پاک نہیں تو وضو سے پہلے غسل کرنا اور لباس کو پاک کرنا بھی لازمی ہے۔

وضو:

وضو کے چار فرائض ہیں:

1- چہرے کو دھونا

2- کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھونا

3- سر کا مسح کرنا

4- ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا

ان کے علاوہ باقی چیزیں سنت اور مستحب ہیں۔

وضو کرنے کا طریقہ

وضو کا مسنون طریقہ حسب ذیل ہے:

1- اچھی طرح ہاتھوں کو دھونا
2- تین بار کلی کرنا
3- تین بار ناک میں اچھی طرح پانی ڈالنا
4- چہرے کو پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اچھی طرح دھونا
5- کہنیوں سمیت بازوؤں کو دھونا
6- سر کا مسح کرنا
7- ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کو دھونا
8- وضو کرتے ہوئے یہ خیال کرنا کہ پہلے جسم کا دایاں حصہ اور پھر بایاں حصہ دھویا جائے۔
9- جسم کے اعضاء کو تین بار دھونا

غسل

اردو زبان میں غسل کے معنی نہانے کے ہیں۔ اگر جسم پاک نہ ہو تو وضو سے پہلے غسل کرنا واجب ہے۔ علاوہ ازیں انسان کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے نہانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جمعہ کے دن غسل کرنے کو ہر مسلمان کے لیے مسنون قرار دیا ہے۔ اسی طرح عیدین (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) اور عمرہ و حج کے لیے احرام باندھنے سے پہلے نہانے کو بھی اپنی سنت میں شامل کیا ہے۔ ان تمام مواقع پر نہانا بہتر اور مسنون ہے اور کچھ صورتیں ایسی ہیں جو کہ آپ اپنے اساتذہ سے پوچھ سکتے ہیں یا تعلیم الاسلام جیسی کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں، جن میں غسل واجب ہے اور اگر ان حالتوں میں غسل نہ کیا گیا تو انسان ناپاک رہے گا اور اس کی عبادت قبول نہ ہوگی۔

غسل کا طریقہ

نہانے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جسم کا جو حصہ گندا ہے اسے دھولیا جائے اور اس کے بعد اگر ہو سکے تو وضو کر لینا بہتر ہے وگرنہ تین بار اس طرح کلی کرنا کہ پانی حلق تک پہنچے اور پھر ناک میں پانی تین بار جہاں تک ممکن ہو آگے تک لے جائے۔ آخر میں پورے جسم پر تین بار پانی بہایا جائے اور جسم کو اچھی طرح مَل کر صاف کر لیا جائے۔

بہر حال مرد اور عورت کے لیے ضروری ہے کہ اس طرح نہائے کہ جسم کا کوئی حصہ اور کوئی بال خشک نہ رہے۔ پانی اعتدال کے ساتھ استعمال کیا جائے۔ خواہ مخواہ پانی ضائع نہ کیا جائے۔ غسل خانے میں نہایا جائے اور اگر غسل خانہ میسر نہ ہو تو کپڑا پہن کر مرد کے لیے نہانے کی اجازت ہے۔ البتہ عورت کے لیے ضروری ہے کہ پردے میں نہائے۔ غسل کرتے وقت گنگنانے اور باتیں کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

شریعت نے جو طریقے مقرر کیے ہیں ان کا مقصد انسان کو نقصان یا تکلیف پہنچانا نہیں بلکہ یہ تو اس کے فائدے کی باتیں ہیں۔ ہر نماز سے پہلے وضو کرنے سے ذہنی اور جسمانی سکون ملتا ہے۔ انسان صاف ستھرا رہتا ہے اور اس کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ نہانے سے پورا جسم صاف

ہوجاتا ہے اوراس طرح صفائی کے باعث بیماریوں سے کافی حدتک محفوظ رہتا ہے۔ وضوکرنے اورنہانے سے ظاہری صفائی بھی حاصل ہوتی ہے اور روحانی بھی۔ عبادت اورکام کرنے میں لطف آتا ہے اوراس طرح عبادت بھی قبول ہوتی ہے اورکام کرنے کی صلاحیت بھی بڑھ جاتی ہے۔

مشق

1- قرآن وحدیث کی روشنی میں طہارت پر ایک مختصر نوٹ لکھیئے۔

2- وضوکا طریقہ بیان کیجئے۔

3- غسل کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

4- طہارت کے بارے میں ایک آیت اور ایک حدیث بیان کیجئے۔

5- طہارت کے کیا فوائد ہیں؟

6- خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجیے۔

i- جمعہ کے دن غسل.................ہے۔

ii- عیدَین کے دن غسل.................ہے۔

iii- غسل کرتے وقت پورے جسم پر.....................مرتبہ پانی بہایا جائے۔

iv- پانی کا استعمال......................کیا جائے۔

v- طہارت کے بغیر نماز......................ہوسکتی۔

vi- عمرہ وحج کا احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا......................ہے۔

vii- وضواور غُسل سے......................حاصل ہوتی ہے۔

viii- طہارت کے معنی......................ہونے کے ہیں۔

6- صبر وشکر اور ہماری انفرادی واجتماعی زندگی

صبر وشکر ایک مسلمان کے ایسے اوصاف ہیں جو ایمان کے کامل ہونے کی دلیل ہیں۔ ان کے ذریعے انسان رنج وراحت اور خوش حالی وتنگ دستی میں ایسا طرزِ عمل اختیار کرتا ہے جو ایمان کے مطابق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتا ہے۔ دنیا کی زندگی میں انسان کو جو حالات پیش آتے ہیں، وہ بعض اوقات اس کے لیے خوشگوار اور بعض اوقات تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں ایک مومن کو جو مثبت رویہ اختیار کرنا چاہیے وہ صبر وشکر کا رویہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری انفرادی واجتماعی زندگی میں صبر وشکر کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

صبر کے لُغوی معنی ہیں روکنا اور برداشت کرنا اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ناخوش گوار حالات میں اپنے نفس پر قابو رکھا جائے۔ اور گھبرانے کی بجائے ثابت قدمی اختیار کی جائے یعنی پریشانی، تکلیف اور صدمے کی حالت میں پامردی، ثابت قدمی اور ہمت قائم رکھتے ہوئے اپنے رب پر بھروسا کیا جائے۔

شکر کے لُغوی معنی ہیں کسی کے احسان وعنایت پر اس کی تعریف کرنا، اس کا شکریہ ادا کرنا، اس کا احسان ماننا اور زبان سے اس کا کھل کر اظہار کرنا۔ ان عنایات واحسانات کے اعتراف کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے زیادہ شکر کی مستحق ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جائے، اس کی عنایات کا اعتراف کیا جائے اور اس کے احسانات پر سجدۂ شکر بجالایا جائے۔ شکر کرنے کے تین طریقے ہوسکتے ہیں:

1- زبان سے کلماتِ تشکّر ادا کرنا۔

2- دل میں اللہ کی عظمت اور اپنی اطاعت وبندگی کا احساس۔

3- اپنے عمل سے اللہ کے احکام کی بجا آوری اور اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کردینا۔

قرآن کریم میں شکر کے متعلق بہت تاکید کی گئی ہے اور فراخی وفراوانی انھی لوگوں کا مقدر قرار دی گئی ہے جو شکر گزاری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراهيم: 7)

ترجمہ: اگر شکر ادا کروگے تو تمھیں اور زیادہ دیا جائے گا۔

ایک مسلمان کو کوئی دکھ تکلیف یا پریشانی کا سامنا کرنا پڑے، تو اسے سوچنا چاہیے کہ یہ میری آزمائش ہے۔ اسے اللہ کے سوا کوئی دور نہیں کرسکتا۔ مجھے اس موقع پر بے صبری سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اس حالت میں اللہ سے مدد کی دعا کرنی چاہیے۔ اگر اس موقع پر صبر وہمت سے کام لیا جائے تو اس آزمائش میں کامیاب ہونے پر بہترین اجر ملے گا۔ اس طرح اطمینان وثابت قدمی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگی اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پریشانی اور گھبراہٹ سے نجات دے گا۔

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں بھی صبر کے مفید نتائج سامنے آتے ہیں۔ قوموں پر جب کوئی مصیبت یا برا وقت آجائے تو اس کا مقابلہ صرف ہمت اور صبر ہی سے کیا جاسکتا ہے۔ اگر ان حالات میں افراتفری، بدنظمی، مایوسی اور بے عملی کا مظاہرہ کیا جائے تو قومیں تباہ ہوجاتی ہیں۔ ایسی قومیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ وہ آزمائش میں پورا اترنے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہیں اور عالمی برادری میں انھیں ایک باعزت مقام حاصل کرنے کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت انھی کو حاصل ہوتی ہے جو صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ'' بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السّلام کو صبر کرنے کا حکم دیا، فرمایا:

فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ ''پس آپ اپنے رب کے حکم سے صبر کیجیے۔'' حضرت ایوب علیہ السّلام نے صبر کا اعلیٰ مظاہرہ کیا لہٰذا حضرت ایوب علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر و استقامت کی بنا پر'' نِعْمَ الْعَبْدُ '' یعنی بہت اچھا بندہ قرار دیا۔ قرآن کریم کی سورۂ احقاف آیت نمبر 35 میں صبر کو اللہ تعالیٰ نے بڑے حوصلے والے رسولوں کی سنت قرار دیا ہے۔

دنیا اور آخرت میں حقیقی کامیابی کی خوشخبری کے حق دار وہی افراد ہیں جو صبر اختیار کریں۔ چنانچہ فرمایا: وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ: ترجمہ: (اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے) (البقرۃ: 155)

ہمیں چاہیے کہ اگر کوئی تکلیف یا مصیبت آپڑے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبر و استقامت کا مظاہرہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ اسی میں دین و دنیا دونوں کی کامیابی ہے۔

مشق

1- اسلامی تعلیمات میں صبر کی ترغیب کیوں دی گئی ہے؟

2- قرآن وسنت میں شکر کی کیا اہمیت ہے؟

3- شکر کے لُغوی معنی کیا ہیں نیز شکر ادا کرنے کے طریقے بتایئے؟

4- قرآن پاک میں صبر کرنے والوں کو کیا بشارت دی گئی ہے؟

5- خالی جگہیں پر کیجیے۔

(i) صبر وشکر..................ہونے کی دلیل ہیں۔

(ii) قرآن کریم میں شکر کے متعلق بہت............آئی ہے۔

(iii) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السّلام کو..................کرنے کا حکم دیا۔

(iv) بے شک اللہ تعالیٰ ....کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(v) دکھ تکلیف کو.................. ہی دور کرسکتا ہے۔

7- عائلی زندگی کی اہمیت

عائلی زندگی سے مراد ہے خاندانی زندگی۔ انسان پیدائش سے موت تک ساری زندگی اپنے خاندان میں گزارتا ہے۔ خاندان کے افراد مختلف رشتوں کی بناء پر ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں۔ انسانی تمدن کی ابتدا بھی خاندانی نظام سے ہوئی اور اس کی بقاء کے لیے بھی اس کا قیام ضروری ہے۔ گویا خاندان معاشرے کا بنیادی جزو ہے اور معاشرے کے اثرات خاندان پر بھی مرتّب ہوتے ہیں۔ معاشرے کی بنیاد خاندانی نظام اور مرد و عورت کی پاکیزہ عائلی زندگی پر ہے۔ اس پاکیزگی کے متاثر ہونے سے پیچیدگیاں پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ ایچ آئی وی/ایڈز جیسے مہلک امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے اسلام نے اللہ کی قائم کی ہوئی حدود پر سختی سے عمل کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اس پر عمل نہ کرنے کی صورت میں معاشرے کی شیرازہ بندی ناممکن ہے اور معاشرہ انتشار سے نہیں بچ سکتا۔

زوجین کا باہمی تعلق

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَالَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْ جَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا۔

ترجمہ: وہی (اللہ) ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑ ابنایا تا کہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔

اس طرح نکاح، ایک جوڑے کے درمیان عائلی زندگی کی جائز بنیاد فراہم کرتا ہے جس کے نتیجے میں پاکیزہ تعلقات وجود میں آتے ہیں۔ قرآن نے رشتہءازدواج کو ''احصان'' کا نام دیا ہے جس کا مطلب ہے ''قلعہ بند ہو کر محفوظ ہو جانا'' رشتہءازدواج میں منسلک ہونے کے بعد زَوجَین ''مُحصِن''، یعنی قلعہ بند یا محفوظ ہو جاتے ہیں۔ غیر اخلاقی حملوں سے بچاؤ کے لیے انھیں ایک مضبوط دیوار اور حصار مل جاتا ہے۔ ہر ایک دوسرے کے لیے شریکِ رنج و راحت، بے لَوث اور غمگسار ہوتا ہے اور مشکلات و مسائل کے حل میں دونوں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں، یکسوئی نصیب ہوتی ہے، سوچ، غور و فکر اور ذہنی صلاحیتوں میں ایک اٹھان اُور ان کے استعمال میں لانے سے آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس زندگی کا لُطف اس وقت حدِّ کمال کو پہنچ جاتا ہے جب گھر کے آنگن میں پھولوں جیسے بچے آ جاتے ہیں جو والدین کے آپس کے تعلق کو اَور مضبوط کرتے ہیں۔ ہر دو طرف سے محبت و احترام باہمی کا زمزم موجزن ہوتا ہے اور گھر واقعی ایک جنت نظر آتا ہے۔

چونکہ نسلِ انسانی کی بقاء اور اس کی افزائش اللہ تعالیٰ کے نزدیک عائلی زندگی کا مقصد ہے اور اس پاکیزہ زندگی کا واحد راستہ عقدِ نکاح ہے، ورنہ فطرت کے وہ مقاصد کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جو وہ اپنے سامنے رکھتی ہے۔ لہٰذا کسی معاشرے کی بنیاد خاندانی نظام اور مرد و عورت کی پاکیزہ عائلی زندگی ہے۔ جب اس بنیاد ہی کو نیست و نابود کر دیا جائے تو معاشرہ کی شیرازہ بندی کس طرح ممکن ہے اور اسے انتشار سے کیونکر بچایا جا سکتا ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے عائلی زندگی کے استحکام اور بقاء کے لیے نہایت وضاحت سے ہدایات دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر اور بیوی کے تعلق کو محبت اور رحمت کا تعلق قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَا جًا لِّتَسْکُنُوْ آ اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً۔ (الروم: 21)

ترجمہ: ''اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھاری ہی جانوں سے تمھارے جوڑے پیدا کیے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کی۔''

گویا شوہر اور بیوی کا تعلق ایک طرف تو جبلّت کی تسکین کا باعث ہے اور دوسری طرف باہمی محبت، اعتماد اور رحمت کا ایک رشتہ ان کے درمیان پیدا کرتا ہے۔ دونوں روحانی تعلق کی بناء پر شاہراہِ حیات میں ایک دوسرے کے ہم سفر ہوتے ہیں اور ایک مقدس معاہدے کے تحت ایک دوسرے کے مونس و غمخوار ہیں۔ اسی لیے اللّٰہ تعالیٰ نے ایک دوسرے پر منصفانہ حقوق مقرر کیے ہیں: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ: (اور اسی طرح ان (عورتوں) کے حقوق ہیں جس طرح ان کے فرائض ہیں رواج کے مطابق)

زوجین کے حقوق و فرائض

اسلامی تعلیمات کے مطابق خاندان کی کفالت (نان و نفقہ) مرد کی ذمہ داری ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنی مالی حالت کے مطابق بیوی بچوں کے لیے اخراجات، لباس، اور مکان کا بندوبست کرے۔ بیوی کو اپنے مہر میں دی گئی رقم یا دیگر اپنی ذاتی ملکیت رکھنے اور کاروبار کرنے کا جائز حدود میں اختیار دے۔ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اس پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔ اس معاملے میں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرے اور عدل و احسان کا رویہ اختیار کرے۔ وراثت کے حقوق شریعت کے مطابق ادا کرے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ ''نیک عورتیں فرمانبردار اور شوہر کی عدم موجودگی میں (اس کے گھر کی) محافظ ہوتی ہیں''

اگرچہ عورت پر اولاد کی کفالت کی ذمے داری نہیں تاہم پڑھی لکھی اور ہنر مند خواتین حیا اور پردے کا خیال رکھتے ہوئے ملازمت اور ہنر مندی کے دیگر کام کر کے روزی کما سکتی ہیں، مگر ہمارے ملک کی اکثر خواتین کو اپنے ان حقوق سے آگاہی حاصل نہیں۔ بیوی کا فرض ہے کہ وہ شوہر کی عدم موجودگی میں اس کی تمام اشیاء کی ایک امانت کی طرح حفاظت کرے۔ اس کے راز افشا نہ کرے۔ گھر کی باتیں دوسروں کو نہ بتائے اور اس کے اموال و اشیاء کے ساتھ ساتھ اس کی آبرو اور اس کے نسب و نسل کی بھی حفاظت کرے۔

آنحضور صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم کی زندگی بھی ہمارے لیے مینارِ نور ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِىْ۔

ترجمہ: ''تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے بہتر ہوں''

نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ اچھی عورت وہ ہے کہ جب شوہر اسے دیکھے تو اسے مسرت ہو، وہ اسے حکم دے تو اطاعت کرے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے مال کی اور اپنی حفاظت کرے۔

اولاد کے حقوق و فرائض

اسلام میں والدین پر اولاد کے حقوق مقرر ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم: 6)

ترجمہ: ''اے اہل ایمان! اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو دوزخ سے بچاؤ۔''

والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی پرورش، تعلیم اور اچھی تربیت کا اہتمام کریں اور پھر اچھی جگہ ان کی شادی کریں۔ اولاد کے درمیان عدل و انصاف قائم رکھیں۔ والدین کی وفات کے بعد بھی اولاد صالحہ ان کے نامہ اعمال میں نیکیوں میں اضافہ کا سبب ہوتی ہے۔

اولاد کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اللّٰہ تعالیٰ کی نافرمانی کے سوا والدین کا ہر حکم بجا لائیں۔ ان سے رحمت و محبت اور نرمی کا رویہ اختیار کریں۔

ان کی رائے کو اپنی رائے پر مقدم رکھیں خاص طور پر جب والدین بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ان سے نرمی اور محبت سے پیش آئیں۔ اپنی مصروفیات سے مناسب وقت ان کے لیے مختص کریں۔ ان کی بھرپور خدمت کریں اور ان کی وفات کے بعد ان کے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

فَلا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّ لا تَنْهَرْ هُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْ لًا كَرِ يْمًا ٥ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَا حَ الذُّلِّ مِنَ الرَّ حْمَةِ وَقُلْ رَّ بِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیْ صَغِيْرًا ٥

ترجمہ: ان دونوں کو اف بھی نہ کہو اور نہ ہی انھیں جھڑکو اور ان سے نرمی سے بات کرو اور رحمت کے ساتھ عاجزی کے بازو ان کے لیے جھکائے رکھو۔ کہو اے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انھوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

مشق

1- عائلی زندگی سے کیا مراد ہے؟
2- خاندانی نظام کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔
3- زَوجین کے ایک دوسرے پر کیا حقوق ہیں؟
4- اولاد کے حقوق و فرائض کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

8- ہجرت وجہاد

ہجرت

ہجرت کے معنی ایک جگہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل ہو جانا ہے۔لیکن اسلام میں ہجرت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی ایسی جگہ سے مسلمانوں کا کسی دوسری جگہ منتقل ہو جانا جہاں وہ محکوم اور مظلوم ہوں، برسر اقتدار لوگ انھیں اسلام پر عمل کرنے پر تکلیف دیتے ہوں لہٰذا ان کو وہاں اسلام پر زندگی گزارنا مشکل ہو تو ایسے حالات میں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس سرزمین کو چھوڑ کر کسی اور جگہ منتقل ہو جائیں۔البتہ اگر ان کے پاس ہجرت کے وسائل نہ ہوں، یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکتے ہوں۔تو اس بات کا امکان ہے کہ اللہ انھیں معاف فرمادے۔چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ ط قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ط قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا ط فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ ط وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَۃً وَّ لَا یَھْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ۝ فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّعْفُوَعَنْھُمْ ط وَ کَانَ اللّٰہُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ وَمَنْ یُّھَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا کَثِیْرًا وَّ سَعَۃً ط وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ م بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ط وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (النساء:97-100)

''جولوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں،تو ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے۔وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز وناتواں تھے۔فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کا ملک فراخ نہیں تھا کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ رستہ جانتے ہیں۔قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف کردے اور اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور جو شخص اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ جائے۔وہ زمین میں بہت سی جگہ اور کشائش پائے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی طرف ہجرت کر کے گھر سے نکل جائے۔پھر اس کو موت آ پکڑے،تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہو چکا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ہجرت کے نتیجے میں ایک مسلمان کو دنیا میں بھی فائدہ ہے اور آخرت میں بھی۔جیسا کہ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ مِنْ م بَعْدِ مَاظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّھُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً ط وَلَاَجْرُالْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ م لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ. (النحل: 41-42)

یعنی''جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد اللہ کے لیے وطن چھوڑا ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے۔کاش وہ (اسے) جانتے۔یعنی وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں''۔

اسی طرح ہجرت کرنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے حق دار بھی قرار پاتے ہیں۔ارشاد ربانی ہے:

ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا مِنْ م بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰھَدُوْا وَ صَبَرُوْٓا لا اِنَّ رَبَّکَ مِنْ م بَعْدِھَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (النحل:110)

یعنی''پھر جن لوگوں نے بلائیں اٹھانے کے بعد ترکِ وطن کیا، پھر جہاد کیا اور ثابت قدم رہے۔بے شک تمھارا پروردگار ان

(آزمائشوں) کے بعد بخشنے والا (اوران پر) رحم کرنے والا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرنے والوں کے لیے مغفرت، جنت اور بہترین اجر کا انعام رکھا ہے اورانہیں یقین دلایا ہے کہ انھیں بخش دیا جائے گا اوران کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے۔ چنانچہ ارشاد ربّانی ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (ال عمران 195)

''تو ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت، ضائع نہیں کرتا۔ تم ایک دوسرے کی جنس ہو۔ تو جو لوگ میرے لیے وطن چھوڑ گئے (ہجرت کر گئے) اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور لڑے اور قتل کیے گئے، میں ان کے گناہ دور کر دوں گا۔ اور ان کو بہشتوں میں داخل کروں گا۔ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (یہ) اللّٰہ کے ہاں سے بدلہ ہے۔ اور اللّٰہ کے ہاں اچھا بدلہ ہے''۔

اس لیے بجا طور پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جب تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ اس وقت تک سب سے بڑا عمل یہی ہجرت کا عمل تھا۔ لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ہجرت اللّٰہ کی راہ میں اور اللّٰہ کے دین پر قائم رہنے اور اس کی دعوت واشاعت کے لیے ہو''۔

جہاد

جہاد کے معنی محنت اور کوشش کے ہیں۔ اسلام میں اس کا مفہوم ہے ''حق کی سربلندی، اس کی اشاعت وحفاظت کے لیے ہر قسم کی کوشش، قربانی اور ایثار کرنا اپنی تمام مالی، جسمانی اور دماغی قوتوں کو اللّٰہ کی راہ میں صرف کرنا۔ یہاں تک کہ اس کے لیے اپنے اہل وعیال، اپنے اعزہ واقارب، خاندان اور قوم کی جانیں تک قربان کر دینا۔ حق کے دشمنوں کی کوششوں کو ناکام بنانا۔، ان کی تدبیروں کو اکارت کر دینا، ان کے حملوں کو روکنا، نیز اس کے لیے میدانِ جنگ میں آ کر ان سے لڑنا پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کرنا'' اسی لیے جہاد کو اسلام میں بہت بڑی عبادت قرار دیا گیا ہے۔

جہاد ایک منظّم کوشش کا نام ہے اور اسلام میں اس کے واضح اصول وضوابط ہیں۔ بغیر کسی نظم اور امیر کے کوئی شخص یا گروہ اپنی مرضی سے مسلح جدوجہد شروع کر دے تو اسے جہاد قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جہاد کے لیے ضروری ہے کہ ایک اسلامی ریاست کی طرف سے باقاعدہ اس کا حکم دیا گیا ہو۔ علماء ومجتہدین کے اداروں نے حالات اور اسباب کا بے لاگ جائزہ لے کر اس کے امکان اور ضرورت کا فیصلہ دیا ہو۔ اور اس کا مقصد مظلوم مسلمانوں کی امداد کرنا، اشاعتِ اسلام کے راستے کی رکاوٹوں اور فتنوں کو دور کرنا اور رضائے الٰہی کا حصول ہو۔

جہاد کا مفہوم بہت واضح ہے۔ بعض علماء کی رائے میں جہاد کی سب سے اعلیٰ قسم خود اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے اور وہ اسے ''جہادِ اکبر'' قرار دیتے ہیں۔ بعض صحیح احادیث اور قرآن کریم سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ o (العنکبوت: 69)

یعنی: جن لوگوں نے ہمارے بارے میں جہاد کیا (یعنی محنت اور تکلیف اٹھائی) ہم ان کو اپنے راستے دکھائیں گے اور یقیناً اللّٰہ نیکوکاروں

کے ساتھ ہے۔ جہاد کی چند اور اقسام درج ذیل ہیں:

1- جہاد بالعلم

جہاد کی ایک قسم ''جہاد بالعلم'' ہے۔ دنیا کا تمام شر اور فساد جہالت کا نتیجہ ہے اور اس کا دور کرنا ضروری ہے۔ اگر انسان عقل و شعور اور علم و دانش رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ دوسروں کو بھی اس سے فیض پہنچائے۔ قرآن نے یہ بات ان الفاظ میں واضح فرمائی کہ: **اُدْعُ اِلٰـی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِا لْحِکْمَةِ وَ الْمَوْ عِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِ لْهُمْ بِا لَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (النحل :125)** ''لوگوں کو اپنے پروردگار کی طرف آنے کی دعوت حکمت و دانش اور خوبصورت نصیحت کے ساتھ کردو۔ اور ان سے مجادلہ (بحث و مباحثہ) بہت ہی خوبصورت طریقے سے کرو''۔ اسی طرح علمی انداز میں دین کی دعوت و تبلیغ بھی جہاد کی ایک قسم ہے۔ اور نتائج و افادیت کے لحاظ سے اس کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ سورۃ الفرقان میں اسے ''**جِهَـادًا کَبِیْرًا**'' قرار دیا گیا ہے۔

2- جہاد بالمال

جہاد کی ایک اور قسم ''جہاد بالمال'' ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے انسان کو جو مال و دولت عطا کیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اسے اللّٰہ کی رضا کے راستے میں خرچ کیا جائے اور حق کی حمایت و نصرت کے سلسلے میں انفاق سے گریز نہ کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **اَلَّـذِیْـنَ اٰمَنُوْ ا وَهَا جَرُوْا وَجَا هَـدُوْ ا فِیْ سَبِیْـلِ اللّٰهِ بِاَ مْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ** ۔ ''جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور اللّٰہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا، یہ لوگ اللّٰہ کے پاس نہایت بلند مرتبہ پر فائز ہیں''۔ جو لوگ مال کو اللّٰہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بجائے اس کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں انھیں عذاب الیم کی ''خوشخبری'' دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَالَّـذِیْـنَ یَـکْـنِـزُوْنَ الـذَّهَـبَ وَ الْفِضَّـةَ وَ لَا یُنْفِقُوْ نَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ:** ''اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور اسے اللّٰہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو''۔ **(التوبہ: 34)**

3- جہاد بالنّفس

جہاد کی ایک قسم ''جہاد بالنّفس''، یعنی اپنے جسم و جان سے جہاد کرنا بھی ہے۔ حتیٰ کہ اللّٰــہ کی راہ میں دین کے دشمنوں سے لڑتے لڑتے اپنی جان تک پیش کر دی جائے۔ عام طور پر جب لفظ جہاد بولا جاتا ہے تو اس سے یہی جہاد مراد ہوتا ہے جس کو قرآن میں قتال کہا گیا ہے۔

جہاد کے لیے جنگی قوت کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے اور جہاد میں شہید ہو جانے والوں کو مردہ کہنے سے بھی منع کیا گیا ہے اور اس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف سے رزق پا رہے ہیں اور اس پر خوشیاں منا رہے ہیں۔ ان کے لیے اجر عظیم، جنتوں اور بہترین ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔

جہاد کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ ہر نیک کام اور فرض کی ادائیگی میں اپنی جان و مال اور دماغ کی پوری قوت صرف کی جائے۔ ایک مرتبہ عورتوں نے جہاد کی اجازت چاہی تو رسول اکرم صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا ''تمھارا جہاد حج مبرور ہے''۔ ایک صحابیؓ جہاد میں شرکت کے لیے آئے تو آپ صلی اللّٰــہ علیہ والہٖ وسلم نے پوچھا کیا تمھارے ماں باپ ہیں۔ اس نے عرض کیا، جی ہاں۔ فرمایا تو تم ان کی خدمت کے ذریعے جہاد کرو۔ اسی طرح کسی ظالم حاکم کے سامنے کلمہ حق و عدل کہنے کو بھی جہاد بلکہ بہت بڑا جہاد قرار دیا ہے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

مشق

1- ہجرت سے کیا مراد ہے۔سورہ نساء میں ہجرت کے بارے میں کیا حکم آیا ہے؟

2- ہجرت کرنے والوں کو سورہ نحل میں کیا بشارتیں دی گئی ہیں؟

3- جہاد سے کیا مراد ہے؟اس کی مختلف اقسام تفصیل سے بیان کریں۔

4- جہاد اکبر کسے کہا گیا ہے؟ تفصیلاً بتائیے۔

5- جہاد کے فضائل بیان کیجئے۔

9- حقوق العباد (انسانی رشتوں اور تعلقات سے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی سیرت اور ارشادات)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی سیرت طیبہ اور ارشادات گرامی نے انسانی زندگی، عزت و ناموس اور مال و اسباب کا تحفظ فراہم کیا۔ آپؐ کے ارشاد کے مطابق انسان کو حق حاصل ہے کہ معاشرہ اس کی جان و مال کا تحفظ کرے۔

حضرت محمد صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی سیرت کے ذریعے انسان کو برابری کا حق دیا۔ ملازموں اور خدمت گاروں کے ساتھ اپنے برابری کے سلوک سے عملی نمونہ پیش کیا اور ان کے اس حق کے بارے میں خاص طور پر تاکید فرمائی۔

ہمسائے کے حقوق کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے خاص طور پر تاکید فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیلؑ بار بار پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہونے لگا کہ شاید اللہ تعالیٰ ہمسائے کو وراثت میں شریک کردیں۔ ہمسائے کے اس حق کی روشنی میں انسان کو جہاں بہت سی ذمے داریاں سونپی گئیں وہاں اسے بہت سے حقوق بھی حاصل ہوئے کیونکہ ہر فرد کسی نہ کسی کا ہمسایہ ہوتا ہے۔

ماں باپ کی حیثیت سے انسان کو حضرت محمد صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں بہت سے حقوق حاصل ہوئے۔ آپؐ نے بیماروں کی عیادت کی تاکید فرمائی۔ اس طرح بیمار کو یہ حق ملا کہ اس کی دیکھ بھال اور خدمت کی جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے اپنے عمل سے عورتوں کے احترام کا حق دیا۔ مزدور کو حق دیا کہ اسے اس کی مزدوری فوری طور پر ادا کی جانی چاہئے۔ آپؐ کے فرمودات سے یتیم کو یہ حق حاصل ہوا کہ اس سے حسن سلوک کیا جائے اور اس کی ضروریات پوری کی جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے خود اپنے عمل سے جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ فرمایا۔ آپؐ نے انسان کو اس کی خلوت، عُزلت (پرائیویسی) کا حق دیا اور اس میں مداخلت سے منع فرمایا۔ آپؐ کی سیرت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ان انسانی حقوق کی ایک طویل فہرست مرتب ہو سکتی ہے جن کا آپؐ نے اپنے عمل سے اظہار فرمایا۔ بہت سے انسانی حقوق کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا۔

انسانی حقوق اور حسن سلوک سے متعلق خطبہ حجۃ الوداع کے اہم نکات

لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”انسانو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جا سکو۔ تم میں زیادہ عزت و کرامت والا اللہ کی نظر میں وہی ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے“ چنانچہ اس آیت کی روشنی میں نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو عربی پر۔ نہ کالا گورے سے افضل ہے اور نہ گورا کالے سے، بزرگی اور فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔

لوگو! تمھارا رب ایک ہے۔ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ وہ مٹی سے بنائے گئے۔ اب فضیلت اور برتری کے سارے، دعوے خون و مال کے سارے مطالبے اور سارے انتقام میرے پیروں تلے روندے جا چکے ہیں۔

قتل عمد کا قصاص لیا جائے گا۔ قتل غیر عمد وہ ہے جس میں کوئی لاٹھی یا پتھر لگنے سے ہلاک ہو جائے۔ اس صورت میں ایک سو اونٹ دیت مقرر ہے۔ جو اس سے زیادہ طلب کرے گا وہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں میں سے ہوگا۔

دیکھو! میرے بعد کہیں گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں ہی گردنیں مارنے لگو۔ دیکھو میں نے حق پہنچا دیا ہے۔ پس اگر کسی کے پاس امانت

رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔ تمام سودی کاروبار آج سے ممنوع قرار پاتے ہیں۔

لوگو! خدا نے میراث میں ہر وارث کا جداگانہ حصہ مقرر کر دیا ہے اس لیے اب وارث کے حق میں (ایک تہائی سے زائد میں) کوئی وصیت جائز نہیں۔ جان لو کہ لڑکا اس کی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا اور جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا سنگ ہے۔

قرض قابل واپسی ہے۔ عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کرنی چاہیے۔ تحفے کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن بنے تو اسے تاوان ادا کرنا چاہیے۔ دیکھو! ایک مجرم اپنے جرم کا خود ہی ذمے دار ہے، نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا اور نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔ تمھاری بیویوں کا تم پر اور ان پر تمھارا حق ہے۔ بیویوں پر تمھارا حق اتنا ہے کہ وہ تمھارے بستر کو کسی غیر مرد سے آلودہ نہ کریں اور ایسے لوگوں کو تمھاری اجازت کے بغیر تمھارے گھروں میں داخل نہ ہونے دیں جنھیں تم ناپسند کرتے ہو۔ انھیں (عورتوں کو) کوئی معیوب کام نہیں کرنا چاہیے، اگر وہ ایسا کریں تو خدا نے تمھیں یہ اختیار دیا ہے کہ تم ان کی سرزنش کرو، ان سے بستر میں علیحدگی اختیار کر و اور (اگر وہ پھر بھی باز نہ آئیں) انہیں ایسی مار مارو کہ نمودار نہ ہو۔ اگر وہ باز آ جائیں تو تم پر واجب ہے کہ انہیں اچھا کھلاؤ اور رواج کے مطابق اچھا پہناؤ۔ عورتوں کے معاملے میں فراخ دلی سے کام لو کیونکہ درحقیقت وہ ایک طرح سے تمہاری پابند ہیں۔ ان کی کوئی املاک نہیں اور تم نے اِنھیں خدا کی امانت کے طور پر قبول کیا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ان کے وجود سے حظ اٹھاتے ہو۔ سو خواتین کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو اور ان سے نیک سلوک کرو اور کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت بغیر کسی کو دے۔

لوگو! میری بات سنو اور سمجھو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جسے اس کا بھائی برضا ورغبت عطا کر دے۔

اپنے نفس پر اور دوسروں پر زیادتی نہ کرو اور ہاں تمھارے غلام! ان کا خیال رکھو۔ جو تم کھاؤ اس میں سے ان کو کھلاؤ، جو تم پہنو اسی میں ان کو پہناؤ۔ اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم معاف نہ کرنا چاہو تو اللہ کے بندو انھیں فروخت کر دو اور انھیں سزا نہ دو۔

مشق

1۔ حقوق العباد کی ایک فہرست بنائیے۔

2۔ خطبہ حجۃ الوداع کی روشنی میں عورتوں کے حقوق اور ان کے فرائض تحریر کیجیے۔

3۔ انسانی مساوات پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں۔